

جبریل نمبر ۲۶۵۰

ماہنامہ



دیکھو
ظہور احمد مہدی

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت و الطریق فخر العلماء قدوة السالکین زید العارفین
امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر گوی نور اللہ مرقدہ

منجانب اراکین حزب الانصار پنجاب

اغراض و مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ - تبلیغ و اشاعت اسلام -
(۲) اصلاح الرسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ -

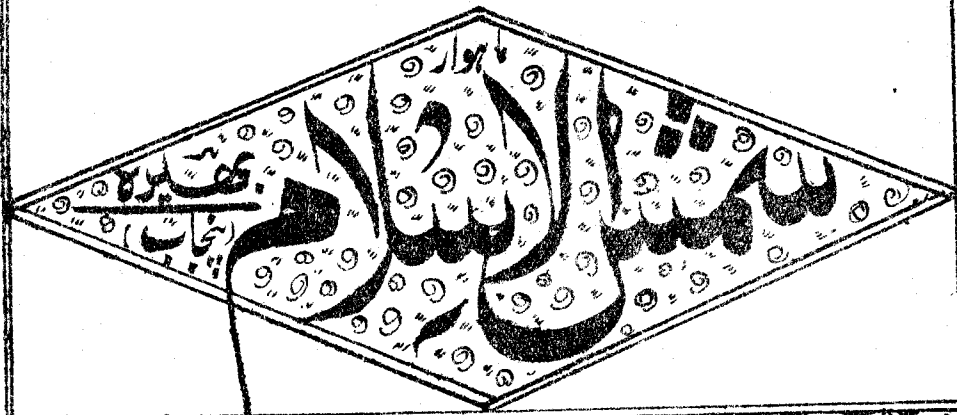
قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے - بذریعہ وی۔ پی۔ یا پتے آنے پر زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب یا خریدنے
یا اس سے زیادہ رقم بقبض امانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص تصور ہونگے - ایسے حضرات کے اسمائے گرامی
شکریہ کے ساتھ درج رسالہ شواہد کریں گے (۲) غریب مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ عیسوی مقرر
ہے (۳) اراکین حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے - چندہ رکھنے کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ
سالانہ مقرر ہے - (۴) نمونہ کارچہ میں آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے - مفت نہیں بھیجا جاتا -
(۵) رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - ٹیکہ ڈاک کی بے عنوانیوں اور دیہات کے
چٹھی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں - ایسے جن صاحبوں کو رسالہ نہ ملے - وہ
مہینہ کے اخیر میں اطلاع دیدیا کریں - ورنہ دفتر ذمہ وار نہ ہوگا -

جملہ خط و کتابت و ترسیل ذریعہ

منیجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بابیت ماہ فروری ۱۳۵۲ء ربیع ذوالقعدة ۱۳۵۲ھ

نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	عرض حال	۲
۲	بینڈ کی کوزگام	۳
۳	ایک انوکھا آئینہ	۴
۴	فرایو منظومی (نظم)	۹
۵	تحقیق المسائل - واقعہ من برن کی کیفیت (مکتبہ فقیر محمد شرف الدین صاحب)	۱۰-۱۱
۶	مکملۃ الایمان ترجمہ تہصرۃ الایمان	۱۶
۷	مرزا اور یسوع	۲۲

عزیز خان

نور ۹ دسمبر ۱۹۳۲ء عہد انصاریہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر چونسٹاں ناک جنگا مہ برپا ہوا تھا۔ اس کے سلسلے میں پولیس نے جلال پوری حزب کے حملہ آور رضا کاروں کا چالان زیر دفعات ۱۴۱ تعزیرات ہند ابدال علی الدین صاحب دہشت گردی درجہ اول سرگودھا کیا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ضلع سرگودھا دیگر افسران موقع پر پہنچ گئے تھے۔ رتبہ حملہ آور فریق کو ہی ملزم قرار دیکر ان کا چالان کیا۔ فریق مخالف نے مولوی خیر شاہ صاحب خوشابی سابق مبلغ حزب اللہ مولوی فضل احمد صاحب کھوی بستی فضل احمد بھیرہ قاسم صاحب ارا میں بھیرہ خواجہ مکہ خان محمد الدہ عبدالرشید صاحب مندرگہ اور کاسا پر ایک استغاثہ زیر دفعات ۱۴۱ تعزیرات ہند دائر کر دیا جسکی بنا پر اصحاب مذکور کے نام وارنٹ با ضمانت جاری ہوئے۔ جج کو استغاثہ کے لئے تادیخ مقرر ہوئی۔ مگر اس تاریخ پر تمام ملزموں کی اطلاعاتی نہ ہو سکی۔ اس لئے سماعت ۵ فروری کے لئے ملتوی ہوئی۔ چالان کے لئے تاریخ سماعت ۵ فروری مقرر ہے۔

حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب سیالوی و خان بہادر قرشی محمد حیات صاحب سی۔ آئی۔ ایم۔ این سی کے ذریعہ حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب سیال شریف مظللہ العالی نے خاکسار

کو سیال شریف طلب فرمایا۔ عالی جناب سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری بھی مع اپنے برادر عزیز نواب سر سید مرزا صاحب و راجہ محمد اکرم خان صاحب ای۔ اے۔ سی پیشرواں حاضر ہوئے۔ مولانا حکیم قطب الدین صاحب جھنگوی۔ مولانا مولوی احمد دین صاحب گنگوئی و دیگر جمیل القدر اصحاب کی موجودگی میں حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب نے شاہ صاحب مودعہ اذہن خاکسار کے درمیان مفہمت مصفا کرادی۔ ہمارے اختلافات جس شرعی مسئلہ کی بناء پر تھے۔ اس کے متعلق حضرت سجادہ نشین صاحب مظللہ العالی کی طرف سے بہت جلد ایک اعلان شائع ہوگا۔ مفہمت و مصالحت کی تفصیلات اشاعت آئندہ میں درج ہونگی۔ مصالحت کا قائم رہنا فریقین کے طرز عمل پر موقوف ہے۔ جملہ برادران طریقت دارکان حزب انصاریہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ دوبار سیال شریف کے انصاریہ کا احترام دل میں رکھتے ہوئے شاہ صاحب مودعہ کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو روک دیں۔ اور نہایت صبر و تحمل سے نتائج کا انتظار کریں۔

یکم فروری ۱۹۳۲ء تک ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں کم از کم یک مقامات پر جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ جن میں حزب انصاریہ کے مظالم ارکان کے ساتھ ہمدردی اور جامع مسجد بھیرہ میں حملہ آوروں کے خلاف نفرت و حقارت کے ریزولوشن پاس کر کے حکام کے پاس ارسال کئے گئے۔ بڑا۔ بنگال۔ مدراس اور سندھ جیسے

دو ہینڈ کی کوز کام دورخف کا بنیان

سیال کوٹ سے رافض پنجاب کا ایک ذہین چیتھرہ ہفتہ شائع ہوا ہے جس میں علمائے اسلام کو بازاری گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہر شریف انسان کی پگڑی اچھالنا اس کے فرائض میں داخل ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی توہین و تہقیر اور اہل سنت کے مذہبی مقتضات پر دلدارا و اشتعال انگیز پریہ میں کرنا اس کا پسندیدہ شغل ہے۔

شمس الاسلام کی چمک سے اس دشمن اسلام کی آنکھیں خیرہ ہو چکی ہیں۔ اور اندھے سقوں کی طرح چاند کی طرف منہ کر کے بھونک رہا ہے مگر ایسے اعلیٰ ہر زمانہ میں تعلیمات اسلامیہ کو بگاڑنے میں ناکام ہے۔ اس گندے چیتھرے کے فحاش میر کو یاد رکھنا چاہیے کہ تمہاری دکانی ہوئی آگ کی چمکیاں نیچے امن و امان کو برباد کر کے رہ چکی۔ اور سنی و شیعوہ فسادات کی ذمہ داری اخلاقیات و قانوناً تمہارے بداندیش مفید اور کینہ فطرت نامہ نگاروں پر عائد ہوگی۔ شاگیا ہے کہ دورخف کے ۷۴۰ اخباری کے پرچہ میں صحابہ کرام و خاکسار مدبر کے خلاف پھر ہرزہ سرائی سے کام لیا گیا ہے۔ اور مدبر رسالہ شمس الاسلام سے اہم سوالات کا جواب طلب کیا گیا ہے۔

دور و دراز صوبوں میں بھی اس واقعہ کی بنا پر مسلمانوں میں سچان پیدیا ہو چکا ہے۔ کتبیتھل۔ امرتسر۔ ٹیالہ۔ جالندھر۔ نار و وال۔ سیالکوٹ۔ کوہاٹ۔ و دیگر کئی مشہور شہروں کی مجالس اسلام نے بذریعہ تاریخی اضطراب و بے چینی کا اظہار کیا۔ دوزخ زاریندار لاہور۔ روزنامہ آزاد لاہور نے ایسے جلسوں کی روایت کیا شائع کر کے حمایت مظلوم کا حق ادا کیا ہے۔ خاکسار تمام کارکنان کی طرف سے ہر دور و زمانوں کے مدبر صاحبان کا شکوہ ادا کرتا ہے۔

ملک طال کے ایک حکیم نے مغلظات سے بھرپور اشتہار شائع کر کے اپنے خبیث باطن اور سرخ شدہ ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ شرائط مصالحت کی پابندی کی وجہ سے ہم کوئی جواب شائع کرنے سے معذور ہیں۔ رائے عامہ نے اس اشتہار کو قبول نہیں کیا چنانچہ ہر جگہ لوگوں نے اشتہارات پھاڑ ڈالے اور اشتہار چسپاں کرنے والوں کے ساتھ لوگوں نے براسٹوگ کیا۔

سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری نے بھی ایک پیغام شائع کیا ہے۔ شرائط مصالحت کی بنا پر اس کا کوئی جواب شائع نہیں کر سکتے۔ شاہ صاحب مرحوم نے وعدہ کیا ہے۔ کہ اس پیغام کی اشاعت و تقسیم روک دی جائیگی۔ اور آئندہ اس قسم کا کوئی پمفلٹ یا اشتہار ان کی طرف سے شائع نہ ہوگا۔

ہمیں تلاش کے باوجود یہ پرچے نہیں ملے۔ مدیر و نجف کا فرض ہے کہ اخلاقی ہمت سے کام لیکر جدید شمس الاسلام سے تبادلہ منظور کر لے اور اگر اسے تحریری مناظرہ کا شوق ہو۔ تو اس کا یہ شوق پورا ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ عقولیت پسندی اور رواداری سے کام لیکر تہذیب و تمدن کو ہاتھ سے نہ دے۔ ورنہ ہم ایسے دیدہ دہن اور ذہن انسانیت کے مخلقات کو کہاں کی طرف توجہ کرنے سے محذور ہیں۔

مہ نورے فشانہ سگ باگ مے زند

ایک انوکھا آئینہ

(ابوالنور مودی محمد بشیر صاحب کوٹی لڑا واں خربل)

مرزا صاحب بھی ایک عجیب آدمی تھے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بٹنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آج اگر مجھ وہیں توکل نبی میں آج اگر نبی میں توکل نہیں کا مجموعہ میں۔ آج اگر مجموعہ انبیاء وہیں توکل خدا میں۔ اور اگر آج آپ خدا ہیں۔ توکل آپ کو اپنے عابی خدا کے والد ماجد ہونے کا بھی فخر حاصل ہے۔ آپ کی چالیس عجیب غریب تھیں۔ دنیا کو گمراہ کرنے کی خاطر اور اپنی نبوت منوانے کی خاطر آپ ایسی ایسی چالیس چلتے۔ اور ایسے دیے ہیں تراشتے کہ شب بظان میں داد دے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ انی ایک کتاب میں اپنی نبوت کے ثبوت میں ایک عجیب غریب دلیل

پیش فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے، ”اس نکتہ کو یاد رکھو۔ کہیں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نبی شریعت اور نبی دعویٰ اور سننے تمام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظاہریت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی بتو کا کامل انوکھا س ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتے والا ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور محمدی نہ رکھتا۔ اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھے کو خطاب دیا جاتا۔ بلکہ میں کسی علیحدہ کے نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے دخل کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا۔ کہ میرا کوئی الگ نام ہو۔ یا کوئی الگ قبر نہ مل پنے اصل سے جلا ہو نہیں سکتا۔“ (نزدول مسیح ص ۱۱)

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو آئینہ بنا کر نبی بنا چاہا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ مرزا صاحب واقعی ایک چمکے میں جڑے ہوئے آئینہ ہوں۔ اور اس میں (معاذ اللہ) محمدی شکل نظر آ رہی ہو۔ اس کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب بزعیم خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے مطیع اور آپ کی ہر ادا پر مٹنے والے اور آپ کے نقش قدم پر چلتے والے ہیں۔ آپ نے اپنے آپ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ پیدا کر لئے ہیں۔ اگر مرزا صاحب کو دیکھا جاوے۔ تو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ

کی عادات پسندیدہ و اخلاق حمیدہ یاد آجاتے ہیں۔ اور
حضور کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ مگر سچ میں نہیں آتا۔ کہ
اس شخص کے اعتبار سے مرزا صاحب میں کمالات نبوت
کیسے آنکس ہوئے جتنی کہ آپ میں نبوت بھی مشکوک
گئی۔ اور آپ محمد اور احمد اور مصطفیٰ و محبتی بھی بن گئے۔ اگر
واقعہ میں یوں ہو سکتا ہے۔ تو پھر یہ امر سمجھ سے بالا تر ہے کہ
صدیق جیسے مطیع و جان نثار (جن سے مرزا صاحب اطاعت
و جان نثاری میں یقیناً زیادہ نہیں) میں نہ تو کمالات نبوت
مشکوک ہوئے۔ نہ آپ کا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ و محبتی
رکھا گیا۔ نہ آپ کو رسول کہا گیا نہ نبی۔ حالانکہ حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ میں ان کمالات نبویہ کو جلد مشکوک ہو جانا چاہیے
تھا۔ کہ یہ ایک ایسا آئینہ تھا۔ جو ہر لحظہ و ہر ساعت محمدی
شکل کے سامنے رہتا تھا۔ اور آئینہ میں سامنے کی چیز جلد
منکس ہو جاتی ہے۔ مگر اس قادیانی آئینہ میں جو حضور سے
مکانی بھی رکھتا ہے۔ اور بعد زمانی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ
و السلام کا ہر کمال آنکس ہوتا۔

مرزا صاحب کی دلیل مذکور ایسی پور پورچ ہے۔ کہ بچہ
بھی مٹے تو کہہ دے کہ گپ ہے۔ مرزا صاحب کو جس
اعتبار سے نبی اور محمد اور احمد ہونے کا دعویٰ ہے۔
اس اعتبار سے تو انسان خدا بھی کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ

اسی کتاب نزول المیج کے صفحہ پر مرزا صاحب رقمطراز ہیں۔
کہ اس خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور تین صفات مجدیہ کے
محمد اور احمد رکھا گیا۔ اب ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت تیسرے
صلی اللہ علیہ وسلم صفات الہیہ کے منظر اتم نہیں۔ تو پھر ہا
ظہریت کاملہ کی طلیس حضور کو خدا ہونا چاہیے۔ یہاں یہ تو
شان حضور ہے۔ آپ نے تو اپنے غلاموں کے متعلق فرمایا
ہے کہ "اذا داؤا ذکر اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کے سچے تاملور
مطیع و جان نثار کامل کی نشانی یہ ہے کہ جب اُسے دیکھا جاوے
تو اللہ یاد آجائے۔ تو فرمائیے کہ اعتبار مذکور سے تو ہر
ولی اللہ علی خدا ماننا پڑے گا۔

مرزا صاحب کی عقل ملاحظہ فرمائیے کہ آئینہ و ظہر اور ظل بن
کر اصل بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی مرزائی نہیں ہے
کہ مرزا صاحب کبھی آئینہ کے سامنے آئے ہوں۔ اور آپ کی شکل
آئینہ میں منعکس ہو گئی ہو تو کیا کبھی آئینہ نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ
چونکہ مجھ میں مرزا صاحب کی شکل منعکس ہو گئی ہے۔ لہذا میں مرزا
صاحب کی ہر صفت و ہر کمال میں شریک ہوں۔ جتنی کہ میرا
نام بھی دہی ہے جو مرزا صاحب کا ہے۔ اگر وہ غلام احمد ہیں۔
تو میرا نام بھی غلام احمد ہے۔ اگر مرزا صاحب حیوان ہیں۔ تو میں
بھی حیوان ہوں۔ اگر مرزائی اثنی عشری کی نظیر پیش کرنے سے عاقر
ہیں۔ تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر انصاف و عدل کو ملحوظ رکھتے ہو تو

مرزا صاحب کی شکل

مرزا صاحب کے اس غیر محقول دعویٰ کو بھی ٹھکرا دیں۔ اور اپنی حق پرستی کا ثبوت دیں۔

مرزا ابو ابراہیم صاحب نے کہہ تو بڑے زور شور سے دیا کہ میرا نام "با اعتبار ظہور تین صفات مجیدہ کے محمد اور احمد رکھا گیا" مگر بخدا "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔

دنیا بھر کے مرزائی اگر عمر بھر بھی کوشش کریں۔ تو ایک کمال بھی کمالات نبویہ سے مرزا صاحب میں ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال تھا۔ کہ دنیا کو گندی گندی گالیاں جی بھر بھر کے دنیا افروختن و ناشائستہ کلمات و دلخراش جملات کا استعمال کرنا۔

یا حضور کی یہ شان تھی کہ "لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا لعا نا ولا سبا یا رشکا" (۱۵) کیا حضور رحمتہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال تھا۔

کہ دنیا کیلئے ہلاکت چاہنی۔ اور دنیا پر غداہی کی درخواستیں کرنا۔ اور ان پر نعت کرنی۔ یا آپ کی یہ شان تھی۔ انی لم البعث لعا نا واما جثت رحمتہ (شکوۃ ص ۱۵)۔ کیا

حضور محسن عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال تھا کہ قوم سے قسم قسم کے جیلے بہانوں سے روپے بٹوڑا اور حلوے بنائے پلاؤ۔ تو رخنے لگنا۔ کہیں روپوں کی لکڑیں ٹھپی ٹھپی سے ملنا اور کہیں حضرت خیراتی سے ملاقات کرنا۔ یا حضور کی یہ

شان تھی۔ کہ بعض اقدس پر کئی کئی روز پتھر باندھ کر زندگی بسر فرماتے۔ اگر گھر میں کچھ مال اکٹھا ہوا یا واکا آتا۔ تو مسجد سے فوراً تشریف لے جا کر اُسے راہِ خدا میں تقسیم فرما دیتے۔

کیا حضور سرورِ عالم ہی شریعت لیکھ آئے تھے۔ کہ لعا نا اللہ کہیں اللہ کے لئے دل قرار دیا جاتا ہے۔ اور کہیں اس کی لفظ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہیں اُسے دلدار و خواب بنا جاتا ہے۔ یا اُس رسولِ برحق نے یہ پیغام سنایا تھا۔ قل

هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد۔ کیا اُس شہنشاہِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی اعتقاد علی اللہ تھا۔ کہ جب کبھی کہیں تشریف جاتی ہے۔ تو پرلین کے زبردست پہرہ میں۔ یا حضور کی یہ شان

ہے۔ کہ جب اللہ نے واللہ یجعلک من الناس فرمایا۔ تو آپ نے جلیپہ سے موقوف فرمائے۔ وغیرہ

من کما لایستہ الشرفیہ صلی اللہ علیہ وسلم) تعجب ہے جب ان بعض کمالات نبویہ سے ایک کمال بھی مرزا صاحب

میں نظر نہیں آتا۔ تو مرزا صاحب کس منہ سے پھر حضرت نبویہ کا منظر بنتے ہیں۔ اور کس منہ سے آئینہ بن کر اپنے

آپ میں کمالات نبویہ کا انوکھا سہیں سنا تے ہیں۔ دعویٰ تو بڑے زور کا کیا۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا۔ کہ مجھ میں اور حضور میں کوئی ہی نہیں اور میرا نام بھی وہی ہے

اور وہ یوں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں محمد اور احمد ہوں۔
 اور آپ کا نام غلام احمد ہے۔ پس تجھ صاف ہے۔ کہ خود ہی احمد
 اور خود ہی غلام احمد۔ گویا اپنے ہی غلام اپنے ہی نفس کے بندے۔
 مرزا صاحب کے کذب کی بتیں دلیل یہ ہے کہ آپ محمد بھی بنتے ہیں اور
 بھیر اس پر بس نہ کرتے ہیں بلکہ انبیاء ہونیکا بھی دعویٰ ہے۔

نزل المسیح ص ۲۲ آپ لکھتے ہیں کہ میں اس کا رسول یعنی
 فرستادہ ہوں مگر نصیر کی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے
 نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں مگر
 اور اسی کا منظر نہ کیا ہوں۔ اس عبارت میں مرزا صاحب نے
 جو کلمہ اسی استعمال کیا ہے۔ اس نے حصر کر کے بتا دیا کہ مرزا صاحب
 صرف حضور ہی کا نام پا کر اور صرف حضور ہی ہو کر اور حضور ہی
 منظر بن کر آئے ہیں کسی اور کے نہیں مگر اسی کتاب کے صفحہ پر مرزا
 صاحب نے بھی لکھ مارا کہ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول
 نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ
 نبیوں اسکی تعریف کی ہے۔ اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کا ملکہ
 منظر بھیرا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ درود غلور حافظہ نباشد۔
 اب کسی مرزا الی کو ذرا بھر بھی عقل سے واسطہ ہوتا۔ تو مرزا صاحب
 کسی نے پوچھا ہوتا۔ کہ عالی حضرت یہ کیا منطق ہے کہ ابھی ابھی
 آپ اس کتاب کے صفحہ پر لکھ آئے ہیں کہ میں صرف حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پا کر اور ان ہی کا منظر بن کر

جو حضور کا ہے۔ مگر انہوں نے اخلاق وہ پائے جنہیں اخلاق
 نبویہ سے دور کی بھی نسبت نہیں کہنے کو تو کہہ گئے۔ کہ ہم وہ
 ہیں یہ ہیں۔ ہمارا نام بھی وہی ہے جو حضور کا ہے۔ اور میری
 قبر بھی کوئی الگ نہیں۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب کا
 نام نہ محمد تھا نہ احمد نہ مصطفیٰ نہ مجتبیٰ۔ نام تو آپ کا غلام احمد
 تھا۔ بھیر اس غلام کی جرات دیکھیے۔ کہ غلام ہو کر آقا کی مسند
 پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ اور جناب کی قبر کا الگ نہ ہونا کوئی دشمن
 عقل ہی مان لیا۔ مرزا یوں کہ بھی تو مجال انکار نہیں۔ کہ
 مرزا صاحب کی قبر بجز قادیان کے اور کہیں نہیں۔ مرزا
 صاحب مرتے دم تک تو مدینہ منورہ خوب میں بھی نہ دیکھا
 بھیر آپ کی قبر کلاں ہونا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ قبلہ
 مرزا صاحب کو کیا علم تھا کہ خاتمہ میرا لاہور ہو گا۔ اور قبر
 میری قادیان میں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر جیتے جی تو
 کہہ دیا کہ ہم مکہ میں مرتے یا مدینہ میں اور قبر بھی ہماری سادات
 روضہ پر نور سے الگ نہ ہوگی۔ سوچ لیا ہو گا۔ کہ مرزا کہیں بھی
 رہیں۔ کون پوچھے اٹیکا کہ آپ کی قبر تو مدینہ میں ہونی چاہیے تھی۔
 میرے چیلے چانٹے کرتے پھر نیلے تاویلات و اہیات۔
 لطیفہ۔ مرے کی بات سنئے۔ مرزا صاحب نے دراصل فیصلہ
 فرما دیا۔ کہ میں اپنے نفس کے پھندے میں پھنس چکا ہوں۔
 اور اسی نفس کی غلامی گمراہ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

اسی ہیں تو محمد نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی عبارت مذکورہ

بالا کے اس حصہ کی طرف دوبارہ غور فرمائیے۔ کہ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنا لاہوتا۔ تو خدا میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔ اور نہ خاتم الانبیاء و کبریٰ خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا۔ بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آیا ہوتا۔ مرزا صاحب نے بعینہ اپنے آپ کو محمد اور احمد بتایا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ جہاں آپ بعینہ محمد اور احمد مصطفیٰ اور مجتبیٰ بن گئے۔ وہاں خاتم الانبیاء کی بجائے خاتم الاولیاء کیونکہ مرزا صاحب کا آئینہ و منظر عکس اپنے آپ میں کلمات نبویہ کا عکس ہونا بتانا۔ اور خود کوئی علیحدہ شخص نہ ہونا سنا جس طرح اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ آپ بعینہ محمد اور احمد ہوں۔ اسی طرح اس امر کا بھی مقتضی ہونا چاہئیے۔ کہ آپ بعینہ خاتم الانبیاء ہوتے۔

مرزا یوں یہ کیا کہ ہر ایک امر میں بعینہ شریک ہوتے ہوئے خاتم الانبیاء تک پہنچے۔ تو وہاں ”کی طرح“ کی کچھ لگا دی۔ اس کذب کا ستیاناس ہو۔ کہ قبلہ مرزا صاحب چند سطروں میں بھول گئے۔ کہ میں تو بعینہ محمد اور احمد بنتا چلا آ رہا ہوں۔ تو خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کیوں لکھ رہا ہوں۔

فقط

آیا ہوں۔ مگر یہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے۔ کہ میں تمام انبیاء کا منظر ہوں مگر مرزائیوں کو عقل کہاں بخدا اگر انہوں نے عقل ہی کا کام لیا ہوتا تو بھی ان پر یہ راز کھل جاتا کہ حضور علیہ السلام بعد کسی نبی کا پیغام نہ تھا اور دروازہ نبوت کا بند ہونا ہی از روئے عقل بھی باعث فضیلت اور علو شان محمدی ہے۔

ایک سوال۔ مرزا صاحب نے متعدد کتب میں حضور علیہ السلام کو مشیل موسیٰ خیر اگر چہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ایک خدی خلیفہ حضرت مریم تھے۔ اسی طرح مشیل موسیٰ یعنی حضور علیہ السلام کیلئے بھی ایک آخری خلیفہ مشیل مریم ہونا چاہئیے۔ اور وہ مشیل مریم ہیں (سلسلہ تفضیلات لکھنؤ از دارالام ص ۱۲۳) اب میں کوئی مرزائی لکھتا یہ عقدہ حل کرنے کہ اگر مرزا صاحب محمد اور احمد ہیں۔ تو محمد علیہ السلام تو مشیل موسیٰ ہیں۔ پھر مرزا صاحب

کا مشیل مریم ہونا چہ معنی دارد۔ اور اگر مرزا صاحب مشیل مریم ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مشیل مریم نہ تھے۔ وہ تو مشیل موسیٰ تھے۔ پھر مرزا صاحب محمد اور احمد کیسے بن گئے۔ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا تو مشیل مریم ہونا غلط یا آپ اپنے آپ کو محمد اور احمد بتانا جھوٹا دعویٰ مرزا صاحب کا یہ بھی ہے وہ بھی پس باتو اس کو کھنڈے کو سلجھائیے یا مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر ایمان لائیے اسی طرح مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں محمد بھی ہوں اور اسی ہی ہوں۔ پس اگر آپ محمد ہیں تو اسی نہیں۔ اور اگر آپ

فریادِ مظلومی

(آقا محمد قاضی احمد خان دہلوی)

بُری حالت ہے بندوں کی قیامت کیوں نہیں آتی
سراپا سبکی ہے بندگانِ حق کی مظلومی
زمین بھر پڑ ہے بیداد سے باطل پرستوں کی
خدا پر مصطفیٰ ارمیوں پر اُفتِ رابے ہے
جفاکاری خیانت حیلہ سازی داستانِ بازی
جہاں والوں کے سینے کر دیئے ہیں حرص نے پتھر
مصائبِ ششِ جہت آپڑتے ہیں حق پرستوں پر
مظالم ڈھائے ہیں صومعہ والوں نے افسان پر

فلک کیوں گر نہیں پڑتا زمیں کیوں ٹپ نہیں جاتی
شقاوت ظالموں کی ہر طرف پھرتی ہے اٹھلائی
صدقیت پاؤں تک مٹھنے کو بھی ملجا نہیں پاتی
زباں کذبِ آفریں انکی کبھی بغزش نہیں کھاتی
اگر حسِ شرف ہوتی تو انسانوں کو شرف ماتی
کہاں وہ دل جنہیں فریادِ مظلوموں کی گڑاتی
کدھر جائیں کہاں بٹھیں کہ یہ دُنیا ہے آفاقی
تأسف کر رہے ہیں جن پر رندانِ حسدِ باقی

مسلمانوں کا خون ارزاں ہوا ناموس ہے رُسوا
حفاظت کو ایسی! کیوں نیری نصرت نہیں آتی

تحقیق مسائل

سوال : کیا حکم ہے اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہند نے ایک جائیداد اپنی قیمتی بارہ سو روپیہ کی اپنے برادر زادہ سی زید کو بابت الفاطویٰ کی جب تک تہا راول چاہا اس جائیداد کو اپنے تحت تصرف میں رکھو۔ بعدہ مسماۃ زینب اپنی دختر کو لے کر اپنی عیال و جناب ہند واسطے زینب دختر برادر زادہ اس کے ہوا۔ مگر اوصاف بالغ ہونے دختر مذکورہ کے ہند وقت جبہ حالہ زینب کے نہیں کیا بلکہ زید پدر زینب کو حوالہ کر کے اختیار قبضہ کا زید کو اوقت خواہش زید کے دیا چنانچہ زید در حالت زندگی ہند پر پوری حقیقی اپنے اور بعد وفات عمر مذکورہ کے قابض اور تصرف اس جائیداد کا ہر یکم و اطلاع زینب کے جائیداد مذکورہ کو قیمت بارہ سو روپیہ فروخت کیا اور جناب زینب کی نفی بعد اور انقضاض اس کے فروخت میں نہیں ہوا۔ بعدہ زید نے اسی بارہ سو روپیہ زینب مذکورہ میں تین سو روپیہ دوسرا اضافہ کر کے دوسری جائیداد قیمت پندرہ سو روپیہ خریدی۔ اور اس دوسری جائیداد پر بھی بلاخر امت و شرکت زینب کے بہت زمانہ تک متابع و قبض رہا۔ بعد گزشتہ بہت روز کے زید نے زینب نے مطالبہ اس جائیداد دوم خریدگی خاص زید کا بدرمیائی جھٹے ورثہ زید کے بابت خیال کیا کہ یہ جائیداد دوم میری ملکیت اول محو بہ ہند کے لڑکن سے خرید ہوئی ہے۔ لہذا یہ میری ملکیت ہے۔ زید مطالبہ زینب سے انوش سر کو بعد قبضہ و قال کے آخری جواب دیا کہ جائیداد خریدہ خاص میری ہے۔ ہرگز نہیں دینگے۔ جیسا زینب کو دعویٰ

نہ سن جائیداد محو بہ ہند کا ہے یا قیمتی میرا بھی مذکورہ قیمتہ زینب کے ہے۔ جو کہ علاج میں بیماری اور اس کے شوہر کے اور دوسرے امور زینب میں ہم نے خرچ کیا ہے۔ اور اگر غایت درجہ میں ہم رعایت زینب کی کریں گے تو بارہ سو روپیہ نقد قیمت جائیداد محو بہ ہندہ کی دیں گے۔ مگر جائیداد دوم خریدہ خاص (جو زیادہ قیمت کی ہے) ہرگز نہیں دیں گے۔ زید کی زندگی تک سوائے قیل و قال مذکور کے کوئی تصفیہ مطالعہ زینب کا نہیں ہوا تھا۔ کہ زید نے بگذشتہ زینب دختر دورثہ دیگر وفات پایا اب زینب مطالبہ اسی جائیداد دوم مذکورہ کا بقیہ ورثہ سے بجوئی مذکور کرتی ہے۔ ایسے حال میں تصرف زید کا بجوئے حیث شریف انت و صالح (اجیک صبح ہوگا۔ اور دعویٰ زینب کا باطل ساقط یا زینب کے استحقاق جائیداد دوم خواہ زینب جائیداد اول کا ترکہ سے زید کے با شرکت بقیہ ورثہ کے نہ چاہے ہے۔ جواب اس کا باندہ دفعہ وحدیث صحیح و درکار ہے

جواب : ۱۔ هو الموفق والمہمہ للصواب
والیہ المرجع والمآب

مشکوۃ شریف میں بروایت ابو داؤد اور ابن ماجہ مروی ہے کہ اولاد کے عہدہ کس باپ کے ایسے حال میں باپ کو اختیار ہے کہ اولاد کے مال کو کھائے اور اپنے تصرف میں لائے۔ بجوئے اس حدیث شریف کے اگر جائیداد اول محو بہ ہند ملکوک زینب کی بھی فرض کی جائے تو بھی تصرف جائیداد اول محو بہ ہند ملکوک زینب کے مال میں صحیح تھا۔ اور دعویٰ زینب کا صورت موجودہ میں قابل التفات کے نہیں ہے۔ حالانکہ جائیداد مذکورہ ہرگز ملکیت زینب

کی نہیں تھی۔ کیونکہ نہ نے قبضہ کیا اور نہ ہونے قبضہ نہ کر سکا۔ وہ بہتہ
 ناقص اور ناقص نام ہوا۔ لہذا وہ جائیداد بعد وفات ہند کے از روئے وراثت چھوٹی
 کے ملکیت نہ کر سکا ہوئی۔ ایسے حال میں زینب کبریٰ رضی اللہ عنہا کے اولاد کا کسی
 طرح نہیں ہو سکتا۔ پس جائیداد دوم داخل کر کے زینب کا قبضہ درمیان
 جملہ ورثہ کے ہے۔ ۴۔ قریب قریب اس واقعہ کے موطا امام محمد میں ہے
 ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو سہ کیا
 تھا ایک جائیداد کہ اس قبضہ نہیں ہوا تھا حضرت عائشہ کا یہ بیان کہ کہ
 پہنچا وقت وفات کا حضرت صدیق اکبر کے اس وقت فرمایا اپنے کہ ہم
 بخش تھا کہ تم کو اپنے مال سے فلاں چیز کر جب تمہارا قبضہ نہیں ہوا اس
 پر تب وہ مال ہے کہ وراثت کا یعنی تمہارا اور تمہارے بھائی اور
 وطن بہن کا۔ پس بانٹ لو تم لوگ اس جائیداد کو موافق ذرائع مذکورہ
 قرآن شریف کے اور قبول کیا حضرت عائشہ نے اس قسم کے لیے جملہ وراثت
 کو کہ جملہ ایک اس کے ایک بہن اس وقت موجود تھیں۔ اور ایک محل میں
 بطین باد میں تھیں۔ اور بعد اس قول کے جب وضع محل ہوا تہ ولادت دختر
 دوم کی ہوئی۔ کہ یہ ولادت دختر کی از قبیل کرامات حضرت صدیق ہوئی
 ہے۔ ہا یہ اور تمام کتب فقہیہ میں بھی یہ مسئلہ ملے ہے کہ مذہب شافعی پر یہ بغیر
 قبضہ کے مفید ملک نہیں ہوتا ہے۔ اور یوں عقلی نقلی اس کی ہدایہ
 میں مرقوم ہے۔ اور ایک حدیث صریح بھی صاحب ہدایہ نے مرقوم
 طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی ہے۔ کہ جائز نہیں ہے بہتہ بقبضہ کے
 گو ہدایہ کی حدیث میں محدثین کا کلام ہے کہ مذہب حنفی میں یہ مسئلہ ضرور

قبضہ کا مسلم ہے اور اس روایت موطا امام محمد میں مقام کلام کا نہیں ہے
 قَالَ فِي هَذِهِ الْهَدَايَةِ وَقَالَ مَالِكٌ يَثْبُتُ الْمَلَكَ فِيهِ
 قَبْلَ الْقَبْضِ اعْتِبَارًا بِالْبَيْعِ وَعَلَى هَذَا الْخِلَافِ الْقَبْضُ
 وَلَنَا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَجُوزُ الْهَبَةُ إِلَّا بِمَقْبُوضَةٍ وَ
 الْمَرْحُومُ فِي الْمَلَكَ لِأَنَّ الْجَوَازِ بِذَلِكَ ثَابِتٌ انْتَهَى وَقَالَ
 فِي الْمَوْطَا أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ
 عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ نَحْلُهَا
 جِذَاذَ عَشْرِينَ وَسَقَامَنَ مَالَهُ بِالْعَالِيَةِ فَلَمَّا حَفَرْتَهُ الْوَفَاةَ
 قَالَ اللَّهُ يَا نَبِيَّةُ مَا مِنْ النَّاسِ أَحَبَّ إِلَيَّ غَنًى بَعْدِي مِنْكَ
 وَلَا أَعَزَّ عَلَيَّ فَقَرُّ مِنْكَ وَالْيَاقُوتُ نَحْلُكَ مِنْ مَالِي جِذَاذَ
 عَشْرِينَ وَسَقَامَنَ فُلُو كُنْتَ جِذَاذِيَّةً وَاحْتِزَمْتَهُ كَانَ لَكَ
 فَاثِمَا الْبَيْعُ مَالٍ وَثَلَاثَتِ رَنَمَاهُ لَوْ أَنَّكَ وَاحْتَالَكَ مَا
 قَسَمَهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ يَا أَبَا اللَّهِ وَكَانَ كَذَا
 وَكَذَا الذَّرَكَةُ نَمَاهُ اسْمَاءُ فَمِنْ الْحَضَرَةِ سَمِعَتْ قَالَ ذُو بَطْنٍ
 نَبْتُ خَارِجَةٍ أَرَاهَا جَارِيَةً فَوَلَدَتْ جَارِيَةً انْتَهَى۔
 وَقَالَ فِي نَفَقَاتٍ مَشْكُوتُ الْمَصَابِيحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا لَقِيَ ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّ لِي مَالًا وَأَنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ إِلَى مَالِي قَالَ إِنَّتِ وَ
 مَالِكُ وَالِدِكَ إِنَّ أَوْلَادَكَ مِنْ الْهَيْبِ كَسْبُكُمْ كُلُّو مِنْ
 كَسْبِ أَوْلَادِكَ مَوْلَا ابْنِ دَاوُدَ وَابْنِ مَرْيَمَ انْتَهَى

وقال الشيخ المحقق المحدث الدهلوی فی ترجمۃ الفہرست
گفت: "مستخرج من توہم والدرست یعنی واجب است بر تو کہ
تلفیق کنی بر مے دہروری احتیاج اور واجیز است مراد کہ تصرف کن
در مال تو ان اولاد کہ من اہلب کسبکہ دستے اولاد شمار
حلال تر دیا کہ ترا نہ کب شمار است کما من کب اولاد کہ بخورید
از کب اولاد و خود یعنی اولاد شما مکتب شما اند کہ حاصل شدہ اند بسبب
وجود شما و متوسط سنی شما و فعل شما پس کتاب اولاد شما ہم از کتاب
شما باشد یا مر و آنست کہ کتاب اولاد شما از کتاب شماست
پس بخورید از کتاب ایشان و لہذا پدید اگر در جاریہ تصرف کند
حد واجب نیست و ملک و دیگرود۔ انتھے اھذا ما اظہر ہنی فی
ھذا والعلم للہ تعالیٰ وھو اعلم بالحق والصدق والصدق
والیہ المرجع والمآب: رفیع مرتضیٰ خاں دین ارتقا مری دیوانہ صاحب
(در گھر ضلع شاہ آباد)

احمدیہ مشن برلن کی تحقیقت

راہ جناب ڈاکٹر رفیق ہاشمی مقیم برلن

ذیل کا مکتوب ہندوئید کو برلن سے موصول ہوا تھا مجھے ہم جنس
بشائے کئے دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "ہندوئید" سلام منوں کچھ سے اردو اخبار
میں احمدیہ مشن برلن (جس کے حالات شائع ہوئے ہیں اور جو اب انجمن احمدیہ
اخبار پیغام صلح لاہور میں مونی مونی سرخو سے محترموں پر چلوں کا سلسلہ

شروع ہے۔ حقیقت اس کوئی پوشیدہ شے نہیں رہ گئی ہے۔ کہ اسلام کو
جس قدر نقصان نام نہاد مسلمانوں پہنچا ہے اس کا عشر و عشر فی غیر
سے نہیں پہنچا میں مصر سے سوچ رہا تھا کہ واقعات کو جو سر کھائے یا
اس میں انتہائی مبالغہ سے کام لیکر احمدی دوستوں نے برلن میں تبلیغ کا
ڈھنگ بنا رکھا ہے۔ شہد مسلمانوں کی واقفیت کیسے ہے حالات
لکھوں۔ مجھے ذاتی طور پر نہ تو بنیان انجمن کی کوئی خاصیت اور نہ کا کوئی
شاخ برلن سے کوئی عداوت لیکن اپنی بساط اور حقیر آواز کے بوجہ جس قدر
میرے قلم میں طاقت۔ ذات میں استطاعت اور آوازیں زور ہے۔ میل اسلام
کی رسوائی کو ایک لمحہ کیسے برداشت نہیں کر سکتا۔ چاہے وہ عموماً ہاتھ جو
ہو یا کر کے ہاتھ سے۔ میں ذیل کے واقعات لکھ کر امیر ملت مغربی کو بھیجی
صاحب کو پہنچ کر ہوں کہ وہ ہندوئید میں ذیل واقعات کو خوب ثابت کریں۔
اور اگر وہ نہیں ثابت کر سکتے۔ تو اس نظام میں متحول اور مستقل تبدیلی
کریں۔ اور بصورت خاموشی میں مسلمانانِ عالم سے عوام اور مسلمانانِ ہند
سے خصوصاً پرنسز و راجاں کو روکا۔ کہ وہ انجمن احمدیہ کو ایک پیسہ کی مالی یا
اخلاقی امداد دینا حرام سمجھیں۔ لیکن اگر انہوں نے اس آواز کی پرواہ نہ کی
جو محض ان کیسے ان کے خلاف اٹھائی جا رہی ہے۔ اور برابر ادا دیتے
ہے تو فوٹے قیامت جواب دہ کیسے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

تعمیر کسی امر کی شکل ہوتی ہے اور خیر بہت آسان۔ اسی
میں مسلمانانِ ہند۔ سے نہایت ادب کے التجا کوں گا۔ کہ وہ پہلے امیر ملت
مولانا محمد علی ایم۔ اے سے جواب دی کریں۔ کہ وہ ان الزامات کے شعلے

کیا واجب دیتے ہیں۔ اور ان سے ایک تحریر بھی بیان طلب کریں جس پر ان کے دستخط تائید و سند موجود ہوں لیکن اگر وہ سکوت اختیار کر لیں۔ تو مجبوراً مسلمانان ہند کا فرض ہوگا۔ کہ وہ ایسی انجمن کی امداد سے بچیں جسکی امداد ثواب کے بلے گناہ کا موجب ہے۔ اندیشی کی ایک دال ٹوٹنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ دال گل گئی ہے یا نہیں۔ اسی طرح میرا خیال ہو رہا ہے کہ انجمن مذکور کی رپورٹ بغیر ملکوں میں تبلیغ کے بابے میں جھپٹی ہے وہ کتب و اخترا کا پلندہ ہوگی میں عنقریب لندن جا رہا ہوں اور کوشش کروں گا کہ وہاں کا سارا حال معلوم کروں اور دیکھوں کہ حقیقت کیا ہے بعد میں اطلاع دوں گا۔

مشن برلن کی رپورٹ مرتبہ پروفیسر عبداللہ صاحب جن تعلق صحیح طور پر معلوم نہیں ہوا کہ آیا وہ وصال پروفیسر لقب اختیار کر چکے مستحق بھی ہیں یا نہیں مسجد برلن میں جا کر دیکھی۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کی پبلک اور پرائیویٹ لائف دونوں ایک طرح کی ہوتی تھی۔ اور وہ زمانہ اسلام کے عروج کا تھا لیکن اس گرے ہوئے دور میں اب تک بہت کم ایسی جرات کرنے والے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ کے کام میں بھی پروسیکٹڈ اور جھوٹ سے کام لیا ہو۔ یہ سہرا ہمارے مکرم جناب اللہ صاحب کے سر پہ چشم پوشی انسانیت کا بہترین زیور ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ عبداللہ صاحب کی گزشتہ اور موجودہ تاریک اور بھیاں انگشتی کے حالات عالم آشکارا کروں لیکن جہاں اسلام کی بذایا کا سوال آجاتا ہے وہاں میری موضوع کا پٹھن ہے۔ اور مجرب محبوب شخصیت کو اسلام

دیکر چھپا گیا ہے۔ کہ لوگ مخاطب میں مبتلا ہو کر اس کو بھی انجمن احمدیہ کا ایک زبردست کارنامہ سمجھیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مسجد کی شان و عمارت ہر برلن کے درمیان لمبائی ۵۷۰۸۹ میٹر اور چوڑائی ۲۲۰۲۹ میٹر یعنی گز لمبی چوڑی سطح پر مسجد تبلیغ جنسی کاروائی مکان اور باغ حلقہ مسجد واقع ہیں بادی النظر میں ہر چھ لاکھ شخص جو ذرا سی اوروں کوشت و خوار سے بھی واقف ہے یہی سمجھ گیا۔ کہ یہ خانہ خدائیں میں لمبی اور ایک میل لمبی چوڑی زمین پر واقع ہے۔ اوروں کو جو کہ دعائیں یہی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ عوام کو قصداً غلط فہمی میں مبتلا کرنے کیلئے صفروں کا ہے تاکہ بہت لوگ دھوکے میں آجائیں اور انجمن کا ایک زبردست کارنامہ سمجھیں۔ حالانکہ یہ ایہ اعتراض کیا جائے۔ تو فوراً کتب کی غلطی کہہ دی جائیگی۔ واقعہ مسجد کی حدود اور لمبائی ۵۷۰۸۹ اور ۲۲۰۲۹ ہے

قدم پر شکاری ہوگی لیکچرس کا انتظام سابق میں تو اس قدر خراب تھا کہ اس کا وجود عدم برابر ہے۔ اور وہ بھی جب پورٹ کے ہفتہ ہوا کرتا تھا غلط اور سفید جھوٹ لیکن اب جب سے دوبارہ عبداللہ صاحب آئے ہیں کچھ رنگ میں تبدیلی ضرور پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اس تبدیلی کا سامعین پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اُسے لکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ ایسے نامحفل لوگ لیکچر کیسے منتخب کئے جلتے ہیں جن کو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں انوس یہ ہے کہ کوئی عیسائی یا یہودی معتزض کھڑ ہو کر کوئی سوال کر بیٹھا اور نہ جو پورٹ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ معتزضوں کو مذاق شکن جواب دیا جاتا ہے۔ اس کی قطع کھل جاتی۔ ابھی پچھلے ہفتہ ایک صاحب ہیں جن کا نام نامی غالباً طفیل صاحب ہے وہ لکچر کیسے چنے گئے تھے۔ صاحب موصوف کہیں کسی سے لکھو کر اٹھ دس منٹ کا پکندا لائے تھے۔ جو جن زبان میں تھا۔ اور اُس کو اس بدفرنگی اور بے ربطی سے ٹک رک کر پڑھا۔ کہ ڈھائی گھنٹہ لگ گئے۔ سامعین پراڑ کیا ہوا؟ وہ بھی سن لیجئے۔ تقریباً ایک چوتھائی تو ایک ایک دو دو کر کے اٹھ گئے۔ جو دراصل غالباً لکچر سننے والوں میں ہے ہو گئے۔ آدھے سے اوپر آکھٹے ہوئے ٹیکنگ لگائے سو رہے تھے۔ اور اس انتظار میں تھے کہ لکچر ختم ہو اور نوٹس کم فوب پڑ کریں کیونکہ چلے بکٹ کا بھی سامان ہوتا تھا۔ فرایہ بھی سن لیا جاتے۔ کہ مضمون کس بلند پایہ کا اور لکچر صاحب کی علمیت کس پایہ کی تھی مضمون تھا محمد بنو بنو بنو اور مدبر اللہ اکبر۔

اگر اسی صورت میں رسول اللہ کو پیش کیا جاسکتا۔ تو معلوم ہو گیا کہ آپ یورپ میں سلطان بنانے نہیں آئے۔ بلکہ ایک دوکان قائم کر لی ہے جسے مسلمانوں کو دھوکہ دو۔ اور اپنے لئے جہنم کا سامان مہیا کرو۔

۱۴۴۱ھ اس کے بعد پورٹ میں بیٹا ہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ کام بہت زیادہ ہے۔ اس قدر زیادہ کہ ایک آدمی کافی نہیں ہے لیکن جو حقیقت اور ایمانداری ہے۔ اس سے گریز کیا گیا ہے۔ اور یہ نہیں لکھا۔ کہ چونکہ موقعہ عمدہ مل گیا ہے۔ کہ میں انجن کے پیو سے ڈاکٹر ٹیٹ کر رہا ہوں۔ اس لئے اکیلے کام نہیں چلا سکتا۔ لہذا کوئی اسسٹنٹ روانہ کیا جائے۔ ورنہ واقعہ یہ ہے۔ کہ سارا کام ایک نو مسلم مسٹر حمید یار کس کرتے ہیں جس کے لئے ان کو دو سو روپیہ ماہوار سناتا ہوں ملتے ہیں۔ اور اکثر یہی غریب کچر یہی تیار کرتے ہیں جس کو کھوٹے کی طرح ڈھک دیا جاتا ہے۔ اور مسٹر عبداللہ چار پانچ سو روپیہ ماہوار مال غنیمت سمجھ کر اپنی جیب میں داخل کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

کیا مسلمانوں کی شامت ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے قریب میں اب بھی آرہے ہیں جن کی خدمت خدمت اسلام نہیں ہے بلکہ جلب منفعت اور غلامی کی تسلیخ۔

مشن برن کی وہ سالہ زندگی میں سب سے پہلا موقعہ انور کے آخری ہفتہ میں آیا جبکہ اُن کے زیراتمام مسجد ہی کے اندر ایک

اس سے احسان الہی ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ وجوب امامت۔

اور امامیہ نسبت وجوب امامت علی اللہ کے کہتے ہیں۔ کہ یہ بھی ضرور ہے کہ زمانہ وجود امام سے کبھی خالی نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ کے باب پنجم مقصد اول کے وجہ دوم میں مذکور ہے۔ اور اسی طرح کافی کلینی کے کتاب الحجہ باب ان الارض لا یخلو من حجه میں ہے کہ (شیعہ) ناقل ہیں کہ امام مہدی نے پیدا ہو کر غیب اختیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ عنقیب بیان آویگا لور یہ عقیدہ البطل خلافت ثلاثہ کی بنیاد ہے۔ اور اہل سنت کے نزدیک امام مقرر کرنا مخلوق پر سماعاً واجب ہے تاکہ اپنے برگزیدہ و اختیار کردہ امیر کو اپنا پیشوا بنالیں طبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تک خلافت پہنچی۔ اور بیس برس کے بعد حسب ارشاد نبوی ریاست جبرئیل ہو گئی۔ اور ذریات رسول علیہ وعلیہم السلام اُس سے علی کی اختیار کر لی۔ اور معتزلہ امامت کو امت پر عطا و جب جانتے ہیں۔ اور ان کا ایک گروہ کہتا ہے۔ کہ فتنے کے ظہور کے وقت امامت واجب ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک امن کی حالت میں بھی واجب ہے۔ اور خوارج سرے سے امامت کو واجب نہیں سمجھتے :

تبصرہ ۱۔ اکثر امامیہ کے نزدیک اعتقاد امامت اصول دین ہے اور اس کا منکر کافر چنانچہ بحث الہیات میں ابن بابویہ

قول مذکور ہو چکا (دیکھیں) اگر امام متعین کرنا غلط واجب ہوتا تو

حق سبحانہ تعالیٰ کتب آسمانی میں انبیائے سابقین علیہم السلام کو بھی فرماتے۔ اور بتین منکرین امامت کے حق میں تکفیر کا حکم دیتی رہتیں۔ حالانکہ امامیہ کے نزدیک اعتقاد امامت ہتم ترین مقاصد سے ہے۔ اور باقی اصول غصہ سے افضل ہے چنانچہ کافی کلینی کی کتاب الحجہ باب من عرف امامہ لم یضرب ما تقدم هذا الامر وما تخریر میں لکھا ہے قال ابو عبد اللہ اعرف امامک فانک اذ اعرفتہ لم یضربک ما تقدم هذا الامر وما تخریر یعنی امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ تم امام کو پہچان لو۔ پھر جب تم نے امام کو پہچان لیا۔ اور اس کی امامت کے قائل ہو گئے۔ تو اب تمہارے اگلے پچھلے گناہ کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے۔

تبصرہ ۲۔ امامیہ کہتے ہیں کہ امام کی شرط یہ ہے کہ

وہ ساری امت سے افضل اور شیعہ کے معصوم ہو اور تمامی لوگوں سے شجاع ہو۔ اور یہ کہ نبی ہشتم سے ہو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر اسلم (ب) زیادہ صلاحیت دالے کہ امام بنانا واجب ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ

کے پانچویں باب تیسرے مقصد میں مذکور ہے۔ اور یہ ب شرط اس کی تہذیبیں۔ کہ (کس طرح) خلافت خلفائے ثلاثہ کو باطل ٹھیرایا جائے۔ مگر باوجود اس کے ہونسیان

ائمہ ہدی کیلئے جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عیون اخبار الرضا کے باب ۱۹ میں منقول ہے اور (شیعہ) یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جناب امیر اپنے زمانہ خلافت میں بھی ازراہ تقیہ سیرت شیخین پر عمل کیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح سادے ائمہ طاہرین تقیہ باز تھے۔ حالانکہ یہ بات شانِ شجاعت و فائدہ امامت و ہدایت کے منافی ہے۔ بلکہ اس باطل سے نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ان (تقیہ باز) ائمہ کے اقوال و افعال سے ایک عالم غلطی میں مبتلا ہو کر طریقہ شیخین کو پسند کرنے لگ گیا۔ حالانکہ خواجہ نصیر قواعد الحقایق کے فصل امامت میں لکھتے ہیں کہ امامت ریاست دینی ہے۔ تاکہ علوم الناس کو مصالح دینی و دنیوی کی حفاظت کی ترغیب دی جائے۔ اور دین و دنیا کے لئے جو چیزیں ضرور ان ہوں۔ ان سے ان کی کیا پا بچائے۔ اور اہل سنت نزدیک خلفائے راشدین (اپنے اپنے عہد میں) باقی ساری امت سے افضل ہیں۔ مگر اکثر علماء کے نزدیک حضرت ابوبکر کو خلفائے اربعہ کے درمیان فضیلت ہے کیونکہ ان کی خلافت پر اجماع ہے۔ اور بعض اس جانب گئے ہیں کہ بعض صفات میں ابوبکر کو فضیلت ہے اور بعض میں علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت ہے اور حق یہ ہے۔ کہ یہ مقولہ اصول دین سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عہد رسالت میں اس قسم کی گفتگو

نہیں ہوا کرتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اہل المؤمنین (علی مرتضیٰ) قربت نبوی میں سب قریب تر ہیں اور آپ کی ذات آیتہ تطہیر میں داخل ہے۔ مگر یہ وہی دعوای بات ہے ورنہ آیتہ تطہیر فی الحقیقت ازواج مطہرات کے شان میں ہے۔ دیکھو آیتہ تطہیر (ترجمہ) اور اہل سنت مخصوص طریقہ برآپ کے اسم مبارک کی ساقہ کرم اللہ وجہہ استعمال کرتے ہیں مگر یہی غلط ہے جناب صدیق کے ساتھ بھی کرم اللہ وجہہ استعمال کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات نے کبھی بتوں کو سمجھ نہیں کیا۔ مگر صرح بہ العلوانہ ابن حجر المکی فی فتاواہ الحلیۃ ثانیہ (ترجمہ) اور سلسلہ ہجرت ارشاد کوامیر المؤمنین تک پہنچاتے ہیں (دیکھو یہی غلط ہے بسلسلہ نقشبندیہ حضرت صدیق فرماتے ہیں۔ ترجمہ غفر اللہ) اور بدیدہ درود میں لفظ آل محمد کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور ایصال ثواب حضرت المؤمنین و فاطمہ زہرا و امین شہیدین رضی اللہ عنہم کو کرتے ہیں۔ اور مصائب اور مشکلات میں ان حضرات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ (یعنی ان حضرات کے وسیلہ سے حل مشکلات کی دعا کرتے ہیں۔) (اللہ ہم بچاۓ سیدنا الحسین و اخیدہ واملہ وابدیہ وجدہ وبنیہ بخنی ماما فایدہ۔ آمین منہم صلح اللہ احوالہ) اور ذاتِ بلا صفات ائمہ ہدی کو صغیر و کبیرہ معاصی سے محفوظ سمجھتے ہیں۔ باوجود اس حسن عقیدت کے عصمت ذاتی کو اہل شانِ نبوت سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ اور اس صفت میں

انبیاء علیہم السلام کا دوسری کو شریک نہیں سمجھتے البتہ بعض متفقا
جو بجا نا مصداق عصمت کے ہیں خواص امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حق میں جائز ہیں۔ چنانچہ من لا یحضرہ الفقہ کے
کتاب الحج باب فضائل الحج میں لکھا ہے۔ دخول الکعبۃ دخول
فاحۃ اللہ والخروج منها خروج من الذنوب معصوم
فی ما بقی من عمرہ مخفولہ ماسلف من ذنبہ یعنی
جو کعبہ میں داخل ہوا وہ رحمت آہی میں داخل ہوا۔ اور جو کعبہ سے نکلا وہ
گناہوں سے نکل گیا۔ اور باقی عمر میں گناہوں سے محفوظ رہ گیا۔ اور پہلے گناہ
اس کے محاف ہو گئے۔ پس اس حدیث کے مطابق خلفائے ثلاثہ رضی
چ کے بعد امیندہ گناہوں سے معصوم اور گذشتہ گناہوں کو مغفور
ہو گئے۔ حالانکہ امامیہ کے نزدیک حج کیلئے اسلام بھی شرط نہیں ہے
جیسا کہ مسائل فقہ میں اس کا بیان آویگا۔

تبصرہ امامیہ کے نزدیک امامت کا سلسلہ اس طرح ہے نمبر ۱۱
امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ (۱۲) امام ابو جعفر حسن رضی اللہ عنہ (۱۳) امام ابو
عبد اللہ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ (۱۴) ابو الحسن علی ملقب بہ زین العابدین
(۱۵) ابو جعفر محمد باقر (۱۶) ابو عبد اللہ جعفر صادق (۱۷) ابو الحسن موسیٰ
کاظم (۱۸) ابو الحسن موسیٰ رضی (۱۹) ابو جعفر ثانی محمد تقی (۲۰) ابو الحسن
علی نقی (۲۱) ابو جعفر حسن عسکری (۲۲) ابو القاسم محمد مہدی رضی اللہ عنہم
اجمعین مگر امامیہ کے بعض فرقے دوازوہ امام کے نام میں اختلاف
کرتے ہیں جس کا بیان خارج از مقصود ہے۔ اور اہل سنت کے

تبصرہ امامیہ کہتے ہیں کہ دوازوہ امام کی امامت حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جہاد امام تقی
سے مخصوص ہے۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ متوحدا
خلفائے راشدین اور ان کی جہاد کو باطل ٹھہرایا جائے (دبندہ
کہا ہے فی الحقیقۃ یہ سب کفر پستی پر مبنی ہے۔ (بقول شیخ)
اگر اولاد امامہ بھی امامت کے مدعی بنکر خروج باسیف کر کے
کفار کو قتل کریں۔ تو دشمنی، ان کو بھی ملعون و کافر سمجھتے ہیں۔
اور اس عقیدہ کی شرابی اعتقادات شیعہ کے باب میں بیان
کی جاوگی۔ اور یہ صریح ہے۔ کنگار امامت دوازوہ امامہ کی نص
قطعی سے ان ہی بارہ میں منحصر ہوتی۔ تو اس کی اطلاع اولاد امامہ کو
ضرور ہوتی اور وہ (جان بوجھ کر) امامت کا دعویٰ نہ کرتے۔ ہاں
دشمنی یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ امام حسین رضی کی اولاد نے جہاد کی نہایت
سے بڑی مجاہد کا یہ ایک حیلہ نظر لیا ہے۔ کافی کلینی کے کتاب الحجۃ
کے باب الاضطراب فی الحج میں ایک طویل روایت نقل کی ہے
جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم نے

بھی احکام الہی کو چھپائیں۔ کیا یہی نیابت رسول ہے ترجمہ۔

نقص ۵۔ اثنا عشری کہتے ہیں کہ امام محمد بن کا لقب مہدی ہے۔ پیرا ہو چکے تھوڑے دن غیبتِ صغریٰ میں دگر غیبتِ کبریٰ میں موجود ہیں۔ کیونکہ زمانہ کو وجودِ امام سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ چنانچہ حق یقین کے باب خیمِ مقصدِ مشتم نہم میں مذکور ہے۔ اور اسی طرح کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب ان الارض لا یخلو من حجه میں نقل کیا ہے افطار ہے کہ بموجب عقیدہ امامیہ کے اصلاح و لطف کی رعایتِ خیار واجب ہے۔ اسی لئے وہ وجودِ امام کے مدعی بن بیٹھے۔ مگر امام کے چھپ جانے میں صلاح و لطف و ہدایت جو امامت کے فوائد ہیں حاصل نہ ہونگے۔ و اہل سنت کے نزدیک قولِ مختار یہ ہے کہ امام مہدی بنی فاطمہ سے آخر زمانہ میں ہونگے۔ اور وہ سارے جہاں کی ہدایت اور دینِ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائیں گے اور آیت کریمہ **هو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہر علی الدین کلہ** کے مصداق کو ظاہر کر دیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی امداد میں نزول فرما کر دشمنانِ دین کو برا کرنے کی کوشش فرما دیں گے۔ اور دین اسلام ب دینوں پر بلند ہو جائیگا۔ اور اس میں شک نہیں کہ عالمِ روحانی میں اہل اسلام کی مدد و تائید آپ کے جاری ہے اور کفار کی تادیب و جوڑ ظاہری کے بعد آپ سے ظاہر ہوگی

جب جہاد کا قصد کیا تو اپنے اباں سے کہا کہ حقِ رفاقت ادا کرو۔ اور جہاد میں ساتھ دو۔ اُس نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں۔ امام (محمد باقر) کے ہوتے ہوئے میں آپ سے انحراف کو باعثِ نجات سمجھتا ہوں۔ اور آپ کے ساتھ ہو کر جو شخص جہاد میں لڑے گا۔ وہ بالک (نہمی) ہوگا۔ حضرت زید نے کہا کہ میرے والد کی شفقت کا میرے ساتھ یہ حال تھا۔ کہ کھانے کو ٹھنڈا کر کے خود اپنے ہاتھ سے ہمیں کھلایا کرتے تھے۔ تو تعجب ہے کہ ان کو میرے جہنم سے بچانے کی کچھ فکر نہ ہوئی۔ اور ہم کو علمِ دین سے بے خبر رکھا۔ اور (حسرت جہاد اور مسئلہ امامت کو بیان نہ کیا اور تم کو بتلایا) اباں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں کہ آپ کے والد (امام زین العابدین) نے جو شفقتِ پدری کے اس خوف سے آپ کو مسئلہ امامت و حکم جہاد کو نہ بتلایا۔ کہ آپ اگر جان بوجھ کر اس حکم کے خلاف کر سینگے تو جہنم میں جا لیں گے۔ اور میرے جہنم میں جلنے نہ جلنے کی تو اُن کو کچھ فکر نہیں تھی اس لئے ہم کو یہ مسئلہ بتلادیا۔ اور اباں خواصِ شیعہ اور اصحابِ ائمہ سے ہے۔ اور حدیث کا راوی متبر ہے۔ چنانچہ مجالس المؤمنین کے مجلس چہارم میں اباں کے حالات مذکور ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کھانا رک کی ہڈی و نجات کے فوائد رہیں۔ اور حضرت امام کو اپنے ساتھیوں کی نجات کی بھی فکر نہ ہو۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تبلیغِ مگر سے مشغول رہیں۔ اور ائمہ اپنے گھر والوں سے

اور بعض تاریخوں میں مذکور ہے۔ کہ امام حسن عسکری کے ایک بچہ جس کے آٹھ بھائی اس سے بڑے کیا حاصل تھا۔ امام حسین سلمہ میں شہید ہوئے۔ اور امام مہدی کا خروج سلمہ میں مقرر تھا۔ امام مہدی اس جانب ہیں کہ مہدی موعود پیدا ہو کر عہدہ امامت کو لوٹا کر کے انتقال کر گئے۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ سلمہ میں امام عسکری کا بیٹا امام مہدی کیسے پیدا ہو سکتا تھا۔ کیونکہ حسن عسکری کی ولادت ۲۳۲ھ میں اور آپ کی وفات ۲۶۲ھ میں ہوئی اور ولادت امام مہدی کی امامیہ ۲۵۵ھ میں لکھتے ہیں۔ پھر سلمہ میں آپ کا پیدا ہونا بجز اس کے کہ نصیریہ مذہب کے مطابق حلول باری تعالیٰ کا قائل ہو جائے بالکل ناممکن ہے۔ شافی شرح کافی کلینی کی کتاب الحجۃ کے باب مولد صاحب زمان میں لکھا ہے کہ آپ کی غیبت صفوی بدن حیوانی میں اور غیبت کبریٰ بدن مثالی میں ہوگی :

شمس الاسلام مجید
اور بعض تاریخوں میں مذکور ہے۔ کہ امام حسن عسکری کے ایک بچہ جس کا نام محمد تھا پیدا ہو کر بچپن ہی میں فات پا گیا۔ اور بعض فرقہ امامیہ اس جانب ہیں کہ مہدی موعود پیدا ہو کر عہدہ امامت کو لوٹا کر کے انتقال کر گئے۔

۵۔ کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب کرامۃ التوقیت میں حضرت صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ اور حیدر علی نے تو اسے امام مہدی کی امامیہ ۲۵۵ھ میں لکھتے ہیں۔ پھر سلمہ میں آپ کا پیدا ہونا بجز اس کے کہ نصیریہ مذہب کے مطابق حلول باری تعالیٰ کا قائل ہو جائے بالکل ناممکن ہے۔ شافی شرح کافی کلینی کی کتاب الحجۃ کے باب مولد صاحب زمان میں لکھا ہے کہ آپ کی غیبت صفوی بدن حیوانی میں اور غیبت کبریٰ بدن مثالی میں ہوگی :

۵۔ کافی کلینی کی کتاب الحجۃ باب کرامۃ التوقیت میں حضرت صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ اور حیدر علی نے تو اسے امام مہدی کی امامیہ ۲۵۵ھ میں لکھتے ہیں۔ پھر سلمہ میں آپ کا پیدا ہونا بجز اس کے کہ نصیریہ مذہب کے مطابق حلول باری تعالیٰ کا قائل ہو جائے بالکل ناممکن ہے۔ شافی شرح کافی کلینی کی کتاب الحجۃ کے باب مولد صاحب زمان میں لکھا ہے کہ آپ کی غیبت صفوی بدن حیوانی میں اور غیبت کبریٰ بدن مثالی میں ہوگی :

مرزا آقاسی بیگ

(ابو اجاس محمد صادق)۔ بہاول پور
حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نو بہن
مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو جن ناپاک الزامات اور قابل نفرت گستاخی اور بوجہ توہین
و تحقیر کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کو مختلف عنوانوں سے ادا کیا ہے
کبھی یسوع کہہ کر گالی دی ہیں۔ کبھی یسوع مسیح کہہ کر

نہیں کیا۔ اور ہم کو اس کا علم نہیں دیا۔ اور مقصد امامیہ اس بیان سے مسئلہ پاکو ثابت کرنا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو گمراہی پر باقی رکھا۔ حالانکہ امامیہ لطف کو ذات الٰہی پر واجب جانتے ہیں۔ اور ایسے راز کو ظاہر کر دینا جو عام نگاہ پر کاسب ہو۔ امام موصوم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ دیکھو خلافت کے باب میں رسول اللہ کے افشائے راز کو حقیقتہً و عایتہً کے حق میں باعث الزام سمجھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ امامت ان کے عقیدہ کے مطابق (خروج مہدی پر) موقوف نہیں بلکہ سات امام چنے و پنے امام عسکری تک و جو ہیں

کو سا ہے۔ گاہ معجزات کے انکار و تردید کے ضمن میں عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر استخفاف کیا ہے۔ کہیں اسے تلال باقران کرتے ہوئے آپ کے تقدس اور عفت و عصمت کو معرض طعن میں پیش کیا ہے۔ غرض ہر عنوان اور ہر رنگ میں پوری بے باکی سے اس اولوالعزم پیغمبر کا استخفاف کیا ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب کے مصنفات میں بیسیوں ایسے اقوال موجود ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شان قدسی پر ناپاک حملے کئے گئے ہیں۔ مگر ہم اس جگہ صرف دس بولے پیش کرتے ہیں۔

(۱) لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرا ستباروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یہی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی خاتون عورت نے اگر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھو یا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ یا اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں بھیجا کا نام حضور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلاء آخری صفحہ)

(۲) انوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں ان کی لطیفہ کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شاید

خدا کی کیلئے یہ بھی ایک شرط ہوگی۔ مگر کیا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کے بہت سے غلط اجتہادوں اور غلط پیشگوئیوں کو معجز سے ان کی پیغمبری مشتبہ ہو گئی ہے ہرگز نہیں! عجائز احمدی (۳) پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بہلاؤس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ حاشیہ ضمیمہ انجام اتھم صفحہ ۵۴) ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبہ وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے۔ اسی تالاب کے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کے نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام اتھم صفحہ ۵۵) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے۔ کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گالیاں دیں۔ اور ان کو حرام کا اور حرام کی اولاد ڈھیرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ کو مار دیا۔ اور نہ چاہا۔ کہ معجزہ مانگ کر حرام کا اور حرام کی اولاد

بنیں۔ حاشیہ ضمیمہ انجمن اہل حق ص ۱۷۰۔
 (۷) یہ بھی یاد ہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت تورات میں پایا جاتا آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ ادوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے قتل سے پہلے پوری ہو گئیں۔ حاشیہ ضمیمہ انجمن اہل حق ص ۱۷۰۔
 (۸) ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے اعجازِ احدی
 (۹) بہر حال مسیح کی یہ تری کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدم کے لائی نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو کر دے اور قابل نفرت نہ سمجھتا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اسی قدر قوی رکھتا تھا۔ کہ ان عجیبہ نبائیوں میں حضرت مسیح سے کم نہ رہتا اور ان تمام نبیوں کے (۹) یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جسامانی بیماریوں کو اس میں کے ذریعہ سے اچھا کرتے تھے۔ مگر ہر اہل حق اور حیدرِ دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ ان کی کارروائی کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا۔ کہ قریب قریب ناما کام رہے۔
 (حاشیہ ضمیمہ انجمن اہل حق ص ۱۷۰) ۳۱

(۱۰) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دایاں اور انبیا زنا مار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود پور بندھ رہا تھا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنچیلوں سے میلان اور محبت بھی شاید اسی وجہ ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنچری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے۔ اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر لے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے سریوں پر لے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔ کہ ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ (حاشیہ ضمیمہ انجمن اہل حق ص ۱۷۰)
 شہید بالا اقبال جو مرزا صاحب کی مقبرہ گاہوں میں درج کئے گئے ہیں۔ صاف اور دروغ الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور منقصت بلکہ بعض اقوال بازاری گالی گلوچ پر مشتمل ہیں۔ اسلام کی مقدس تعلیم اور دانش و حکمت کے لبریز تفہیم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و توفیق کو نہ صرف ضروری تسلیم کیا ہے۔ بلکہ جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اسلامی عقیدہ کی رُو سے کوئی مسلمان ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتا۔ جب تک کہ صدقِ دل سے تمام انبیاء علیہم السلام کی کی تصدیق نہ کرے۔ اور ان کے تقدس اور ان کی عفت اور عظمت کو نہ صرف دل پر نقش ثابت نہ کرے۔ مگر مرزا صاحب نے

بادبودا وٹے مہریت و مجہدیت و سحیت و نہت و رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے الالہ الخرم غیر کی شان میں جن مخالفت و الزامات کو استعمال کیا ہے۔ اس پر شرافت اور انسانیت لرزہ برآمد ہے۔

علمائے اسلام بشری تعلیم کی وجہ سے مجبور تھے کہ وہ مخالفت اور توہینی کلمات کی وجہ سے مرزا صاحب کی تکفیر کرتے۔ چنانچہ علماء امت نے مرزا صاحب کی کفریات کی نہر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تحقیر کو نمایاں جگہ دی۔ مگر مرزائی جماعت ابتداء سے لیکر آج تک مختلف جیلوں اور گونا گوں چالوں سے اس الزام کے رفع کرنے کی ناکام کش میں مصروف ہے۔ گاہے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ کلمات یسوع کے حق میں کہے ہیں نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ اقوال پادریوں اور عیسائیوں کے مقابل بطور الزام کے پیش کئے ہیں۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ چونکہ پادریوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شان اقدس میں نہایت ناپاک اور غلیظ الفاظ استعمال کئے تھے اس لئے مرزا صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور محبت سے مجبور ہو کر ایسا کیا ہے۔ مگر ہم نہایت وثوق اور پورے اعتماد سے کہتے ہیں کہ یہ تینوں جواب بالکل غلط ہیں۔ مرزا صاحب کو بخوبی معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع ایک

یعنی عیسائیوں کا یسوع وہی ہے جس کو مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں پس جو کچھ حضرت یسوع کے حق میں کہا گیا ہے۔ وہ حقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کہا گیا ہے۔ اور نہ یہ سب اقوال پادریوں پر بطور الزام کے پیش کئے گئے ہیں۔ کیونکہ الزامی جوابات کا رنگ ٹھنک اور ان کا طرز و طریق اور سیاق و سباق اور اسلوب بیان اور قرائن و مشروطات اور محال کے سمات پر مدار ہونا یہ سب ایسے امور ہیں جن سے باری النظر میں امتیاز ہو سکتا ہے کہ یہ الزامی جواب ہے۔ حقیقی نہیں۔ مگر مرزا صاحب کے اکثر بیانات میں یہ امور مفقود ہیں۔ بلکہ اسلوب بیان اور طریق استدلال مرزا صاحب کے عقیدہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور نہ ہی مرزا صاحب نے عشق محمدی اور محبت مصطفوی سے مجبور ہو کر پادریوں کی بزدبانی کا انتقام لیا ہے۔ جو انہوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہے تھے۔ بلکہ پادریوں کی بزدبانی کی وجہ سے مسلمانوں میں جس غیظ و غضب کے پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی کر کے اس خطرہ کو فرو کرنے کے لئے گورنٹ بٹانیا کی خدمت کی ہے انرض مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو توہین و تحقیر کی ہے۔ اس کے متعلق مرزائی جماعت اس وقت تک جو تین جواب دے سکی ہے۔ ہم اس مختصر رسالہ میں ان ہر سہ جوابات کو بیان کر کے خود مرزا صاحب کے اقوال اور مستند جوابات سے

ثابت کریں گے کہ یہ جوابات بالکل غلط اور ناقابل قبول اور اصل حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ اور محض دماغ کفر کے دھوئے کیے غلطوجہیات اور نامقبول تاویلات کا سہارا لیا گیا ہے۔ درحقیقت مرزا صاحب نے وہ کام کیا ہے جس کا سختی انکوسلمان سمجھتے ہیں۔

جواب اول۔ مرزائی صاحبان نہایت جرأت کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کوئی گستاخی اور توہین نہیں کی۔ بلکہ یسوع کے حق میں سخت کلامی کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور میں اور یسوع اور ہیں۔ اور وہ عیسائیوں کا یسوع ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے اور نہ اُس کے صفات انبیاء جیسے ہیں۔ اس کی تائید میں حوالجات ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) اور یاد ہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور نبیوں کو چور اور ہمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ یہ میرے بعد چھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔ انجیل مآقلم ص ۱۸۱

(۲) مسلمانوں کو واضح ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قابل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا

دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ڈاکو اور ہمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ میرے بعد رب چھوٹے نبی آئیں گے۔ (حاشیہ ضمیمہ اہم آئیم ص ۱۴) حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا۔ یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ان درحقیقت

کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گنذا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو۔ اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو۔ اس لئے میں نے فرض محال کے طور اسکی نسبت ضرور بیان کیا ہے۔ کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہو راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ لیکن ہمارا مسیح بن مریم چوتھے تئیں زندہ اور رسول کہلاتا ہے۔ اور خاتم الانبیاء کا مصدق ہے اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ (حاشیہ تریاق القلوب ص ۱۸۱)

(۳) اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کا ذکر کرنے کی قوت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا۔ جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہئے۔ پٹھنے والوں کو چاہئے۔ کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں۔ بلکہ وہ کلمات یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن شریف میں نام نہیں آ رہے دہرم ٹائٹل بیچ اخیر نقول از مقدمہ بہادلوپور ص ۱۸۱

جواب الحجاب الاول۔ مرزا صاحب کے ان حوالجات سی امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

(الف) مرزا صاحب نے یسوع کی اہانت کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں کی۔

(ب) عیسیٰ علیہ السلام اور ہیں اور یسوع اور ہیں۔

(ج) یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں۔

(د) عیسائیوں اور پادریوں کے بیان کردہ صفات پر یسوع راستہ باز نہیں ٹھہرتا۔

(ه) عیسائیوں کا یسوع اس ادب کا مستحق نہیں جس کا استحقاق ایک سچا آدمی رکھتا ہے۔

(و) عیسائی اور پادری جو صفات یسوع کے بیان کرتے ہیں چونکہ ایسے صفات والا کوئی یسوع نہیں گذرا۔ اس لئے بطور

فرض محال اس کے حق میں سخت کلامی کی ہے۔ ہم توفیح اور تفہیم کی غرض سے ہر ایک نمبر کا جواب علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں تاکہ غلط بحث نہ ہو۔ اور مرزائی توجہات کی حقیقت پوری طرح آشکارا ہو جائے۔

جواب نمبر الف۔ نمبر الف کا پہلا حصہ فریقین کے نزدیک مسلم ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے یسوع کی توہین اور بے ادبی کی ہے

مگر دوسرا حصہ غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں کی کہ نہ جیکہ یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہیں۔ (جیسا کہ نمبر ب کے

جواب میں ثابت کیا جا و گیا) تو جو توہین اور بے ادبی یسوع کے حق میں ہوگی۔ بعینہ وہی توہین اور بے ادبی عیسیٰ علیہ السلام کی

ہوگی۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کے جوابات عشرہ مذکورہ الصفات

میں سے حوالہ دے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صریح الفاظ

میں موجود ہے۔ اور حوالہ نمبر امین مسیح اور حوالہ نمبر ہ میں مسیح ابن

مریم اور حوالہ نمبر ہ میں حضرت مسیح کے الفاظ ثبت ہیں۔ ان جوابات

میں یسوع کا لفظ نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا مسیح یا مسیح

ابن مریم یا حضرت مسیح کے الفاظ موجود ہیں۔ پس ان جوابات

میں جو اہانت اور حقارت پائی جاتی ہے۔ وہ یقیناً حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی منقصت اور اہانت ہوگی۔ پس مرزا صاحب

کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے گھنہ

سے نہیں نکلا۔ سراسر غلط ہوگا۔

جواب نمبر ب۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ یسوع اور ہیں اور عیسیٰ

علیہ السلام اور ہیں۔ کیونکہ عیسائی جس نبی کی اُمت ہیں اس کا

انجیلی نام یسوع اور اسلامی نام عیسیٰ اور مسیح علیہ السلام ہے

خود مرزا صاحب کو تسلیم اور یقین ہے۔ کہ یسوع اور عیسیٰ

علیہ السلام ایک ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں مرزا صاحب کے کتا بوں

سے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔

(۱) اب ہم پہلے صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کتب

اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتا بوں کی رو سے جن نبیوں

کا اسی وجود عصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ

دونہی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام یوحنا اور ایلیاہ اور ادیس بھی ہے

اور دوسرے یحییٰ بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(توضیح المرام ص ۷)

توضیح المرام کے اس حوالہ سے دو اثبات ہوئے۔ ایک یہ کہ یسوع عیسیٰ اور یسوع ایک ہی ذات کے نام ہیں۔ دوسرا یہ کہ یسوع نبی ہیں۔

(۲) گمراہ اس جگہ یہودیوں کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد عین چودھویں صدی میں مدعی نبوت ہوا تھا۔ (حاشیہ ضمیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸) برائین کے اس حوالہ سے واضح ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک عیسیٰ

کے سوا یہودیوں کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام یسوع ہے۔ گویا عیسیٰ یوں اور یہودیوں دونوں قوموں کا اتفاق

ہے۔ پھر مرزا صاحب کا یسوع کی تفسیر لفظ حضرت عیسیٰ سے کرنا مرزا صاحب کے علم اور اتفاق کی بین ویں ہے۔ اگر یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیر ہے تو مرزا صاحب کی تفسیر کیسے صحیح ہو

(۳) وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں۔ اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آصف بنا نہایت قرین قیاس ہے

کیونکہ جبکہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جنیرس بنایا ہے۔ تو یوز آصف میں جنیرس سے زیادہ تفسیر نہیں۔ (حاشیہ راز حقیقت ص ۷)

مرزا صاحب کا آخیں یہ اعتقاد تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وفات پا گئے ہیں۔ اور سری انگریز کشمیر میں محلہ خانیاں میں فون

ہیں۔ چنانچہ حقیقتہً المہادی ص ۱۱ میں لکھتے ہیں کہ مدت ہوئی

کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں۔ کشمیر میں محلہ خانیاں میں

آپ کا مزار ہے۔ پھر انہی کتاب راز حقیقت میں اس کا

ثبوت اس طرح دیتے ہیں۔ کہ سری انگریز محلہ خانیاں میں ایک قبر

ہے جو یوز آصف نبی کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ پھر لفظ

یوز آصف کو لفظ یسوع سے بدلا ہوا ثابت کر کے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی یہ قربت ثابت کی ہے۔ جیسا کہ راز حقیقت

کے مندرجہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ پس مرزا صاحب کا یہ

عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان

کی مزار کشمیر میں ہے۔ صرف ایسی بات پر مبنی ہے۔ کہ

در حقیقت یہ قبر یسوع کی ہے جو متغیر ہو کر یوز آصف ہو گیا۔

اور چونکہ یسوع اور عیسیٰ ایک ہیں۔ لہذا یہ قبر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی قبر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ مرزا

صاحب کے نزدیک یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہیں۔ ورنہ

یہ قبر اگر یسوع کی قبر بھی ثابت ہو جلتے۔ تو بھی مرزا صاحب

کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے

(۴) پھر راز حقیقت کے ص ۱۱ میں یوز آصف کی قبر کا نقشہ

دیا گیا ہے۔ اور اس کی پیشانی پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یسوع اور جنیز یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ یہ ان کا مراد ہے۔
پس مرزا صاحب کی اپنی تحریرات سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع ایک ہیں۔ تو مرزا صاحب یا ان کی جماعت کا یہ کہنا کہ یہ بے ادبی اور اذیت کے کلمات یسوع کے حق میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے نشان میں نہیں بالکل باطل اور لغو ہے۔ پس مرزا صاحب نے جس قدر مغلطات اور فحش گالیاں حضرت یسوع کے حق میں استعمال کی ہیں۔ وہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ اور یسوع ایک ہی ذات کے دو نام ہیں۔

فرید توضیح کیسے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنی جماعت میں مسیح موعود کے نام سے مشہور ہیں اور مسلمان ان کو متبنی قادیان و بچہ دیگر غوثانوں سے یاد کرتے ہیں۔ پس اگر ایک مسلمان متبنی قادیان کہہ کر گالیاں دینا شروع کرے۔ اور کوئی مرزائی اعتراض کرے۔ کہ مسیح موعود کو گالیاں کہیں دیتے ہو۔ تو نہ نہایت سادگی سے کہہ دے کہ میں نے مسیح موعود کو کوئی گالی نہیں دی۔ بلکہ متبنی قادیان کو گالی دی ہیں۔ ہم انصاف اور حق شناسی کا واسطہ دے کر دریافت کرتے ہیں۔ کیا کوئی مرزائی

اس جواب سے تسلی پا سکتا ہے۔ یقیناً نہیں پاسکتا۔ تو پھر مرزا صاحب اودان کی جماعت کس امید پر اس بدبرہم سلطان حلیہ سے مسلمانوں کو تسلی دے سکتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نہیں کہا۔ بلکہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ یسوع کے حق میں ہے۔

جواب نمبر چ۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں غلط ہے۔ کیونکہ جواب نمبر الف کے ذیل میں خود مرزا صاحب کے تصریحات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہیں۔ جب قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر متعدد جگہ واقع ہے۔ تو وہی ذکر حضرت یسوع کا ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کا دعویٰ ہے۔ کہ جو قبر سری نگر میں یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ بلا شک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور ثبوت یہ ہے کہ یوز آسف لفظ یسوع کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یعنی یہ قبر حضرت یسوع کا ہے۔ اور اسی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ثابت کرتے ہوئے اس آیت قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔ **وَدِینَا هُمَا إِلَى سَبْقَةِ ذَاتِ قُرْصَیْنِ** چنانچہ حاشیہ حقیقتہ الوحی ص ۱۸ میں لکھتے ہیں۔ خدا کا کلام قرآن شریف لگا ہی دیتا ہے۔ کہ وہ مرگیا۔ اور اُس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا یتواھا الیٰ ربیعہ ذات قوادو کا احترام اس بنا پر نہ کیا جائے۔ کہ قرآن میں ان کا نام اور ان کا ذکر نہیں۔

معین یعنی ہم نے عیسیٰ اور اُس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے پکڑ لیا ہے پہاڑ میں پہنچا دیا۔ جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی۔ اور مصطفیٰ پانی کے چشمے اس میں جاری تھے۔ سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ گویا مرزا صاحب کے نزدیک اس قبر اور صاحب قبر کا ذکر اس آیت میں ہے۔

اور نیز کسی کو راستباز اور سچا اور نبی ماننے کیلئے کیا یہ ضروری ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں ہو۔ مرزا صاحب کرشن جی کی نبوت کے قائل ہیں۔ چنانچہ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۷ میں لکھتے ہیں۔ ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے۔ مرزا صاحب جو کرشن جی کو نبی مانتے ہیں۔ کیا کرشن جی کا ذکر قرآن میں ہے یا قرآن میں کہیں بتلایا گیا ہے کہ وہ کون تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کرشن جی کی تعظیم و تکریم کی جائے۔ اور حضرت یسوع پر گونا گوں عیوب لگائے جائیں۔

احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حدود ایک لاکھ یا دو لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اور قرآن حکیم میں صرف پچیس انبیاء کے نام بتلائے گئے ہیں۔ کیا باقی انبیاء کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر وہ دعویٰ اُس کا جڑ پکڑ گیا۔ اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا۔ پھر وہ میں لکھتے ہیں۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہئے۔

کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر وہ دعویٰ اُس کا جڑ پکڑ گیا۔ اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا۔

اور استحکام بڑ گیا۔ اور ایک عمر پا گیا۔ پھر صلہ میں لکھتے کے خلاف عیسائیوں کے یسوع کو کیوں سچا آدمی اور استباز ہیں۔ پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑوں دلوں میں اُن کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جرقہ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ زندہ چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے لائق آگئی ہے۔ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

گو وہ ہندوؤں کے پیشوا ہوں۔ یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔ پس مرزا صاحب کے (اس اصول اور قاعدہ کی رُو سے عیسائیوں کے یسوع سچے نبی اور استباز ہیں۔ کیونکہ حضرت یسوع کو عیسائی نبی مانتے ہیں۔ اور کروڑوں پیر و کار صد ہا سال سے چلے آئے ہیں۔ اور آپ کا مذہب ایک حصہ دنیا پر محیط ہے۔ اور کروڑوں دلوں میں آپ کی عزت اور عظمت ہے۔ پس جبکہ حضرت یسوع میں سب امور موجود ہیں۔ اور آپ کی سوانح اس تعریف کے تحت میں آگئی ہے تو پھر مرزا صاحب اپنے اصول و قاعدہ

باقی رہا یہ سوال کہ پادری حضرت یسوع کے متعلق بعض ایسے امور بیان کرتے ہیں۔ جو قابل اعتراض ہیں۔ سو اس کا جواب بھی مرزا صاحب کی زبانی سن لیجئے۔

تحفہ قیصریہ میں لکھتے ہیں۔ اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو۔ تو ہمیں نہیں چاہیے کہ اس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کریں۔ اور نہ یہ کہ اس کو بُرے الفاظ سے یاد کریں۔ بلکہ چاہیے۔ کہ صرف اُس قوم کے موجودہ اہل پر اعتراض کریں۔ اور یقین رکھیں۔ کہ وہ نبی جو خدا نے تعالیٰ کی طرف سے کروڑوں انسانوں میں عزت پا گیا۔ اور صد ہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے۔ یہی نچستہ دلیل اُس کے منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزت نہ پاتا۔

پس اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ پادریوں کے بیان کردہ قابل اعتراض صفات کی بناء پر بھی حضرت یسوع کی عزت پر حملہ کرنا یا ان کو بُرے الفاظ سے یاد کرنا بھی روا نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب ایک عالم اصول و ہدایت میں بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم ان

کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار شاہدہ کریں تو ہمیں نہیں چاہیے کہ وہ سب دواغِ ملامت ان مذاہب کے بانیوں پر لگا دیں۔ کیونکہ کتابوں کا محرف ہوجانا ممکن ہے۔ یہ جہاں کا غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہوجانا ممکن ہے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب تو کشفی بیداری میں حضرت یسوع مسیح کی زبانی ان کا اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال معلوم کر چکے ہیں۔ اور پادریوں اور عیسائیوں کی زیادتیوں سے ان کا متنفذ ہونا دیکھ چکے ہیں۔ چنانچہ تبصرہ مثلاً میں لکھتے ہیں اور خدا کو عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے۔ جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفع ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بری بات ہے جو توجہ کو لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث ادا نہایت ہے ایسے متنفذ پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری اثرا جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ پھر ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں۔

میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آج کل عیسائیت کے بارہ میں سکھایا جاتا ہے۔ یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے

مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دُنیا میں پھر آتے تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

مرزا صاحب صرف اتنی صفائی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۷۸ میں لکھتے ہیں۔

اُس نے مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے۔ کہ حقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور اُن میں سے ہے۔ جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور اُن میں سے ہے۔ جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے۔ خدا نہیں ہے۔ اُن خدا سے واصل ہے۔ اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔ اس اقتباس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ جس یسوع کو مرزا صاحب برگزیدہ اور کاملوں کے گروہ سے شمار کر رہے ہیں۔ وہی عیسائیوں کے یسوع جن کو خدا بنایا گیا ہے۔ اور قوم کے اس ناجائز فعل کے باوجود بھی حضرت یسوع کی برگزیدگی اور کمال میں کوئی نقص نہیں آیا۔

مرزا صاحب کا پرواز طبع اتنی تحریف پر مبنی کفایت نہیں کرتا۔ بلکہ تحفہ تبصرہ ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں۔

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کریں دعا دیتی ہے۔ وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا انجیل کا

دو جو عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جائیداد کی طرح ہے۔ اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے۔ اور یسوع کی مجھ میں۔

اس عبارت نے بہت سے اہم مطالب کو صاف کر دیا ہے۔ اول یہ کہ عیسائیوں کا یسوع ہے اور جس کی محبت کا ان کو دعویٰ ہے۔ بعینہ اُسی کی محبت کا دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ دوم یہ کہ عیسائیوں کا یسوع مسیح مسلمانوں اور عیسائیوں میں یکساں واجب الاحترام ہے۔ سوم یہ کہ عیسائیوں کے یسوع مسیح کی محبت اور احترام میں مرزا صاحب تمام عیسائیوں اور مسلمانوں سے زیادہ شہدار ہیں کیونکہ مرزا صاحب کی طبیعت کو یسوع میں اور یسوع کی طبیعت کو مرزا صاحب میں استغراق ہے۔ چہاں ہم یہ کہ مرزا صاحب کی طبیعت کو جس یسوع مسیح کی طبیعت میں استغراق ہے وہی ہے جو عیسائیوں کا یسوع ہے۔

پس ثابت ہوا کہ عیسائیوں کا یسوع مسیح راستباز واجب الاحترام نہیں ہے۔ اب مرزا صاحب کا یہ کہنا اُسی سبب ہم نے عیسائیوں کے یسوع کا ذکر کرتے ہیقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیے کہ قدر غلط اور ناقابل التفات جملہ ہے مرزا صاحب کی رائے اور ہمیں کی مشابہت کا ایک معیار مقرر کرتے ہیں جس

مطابق حضرت یسوع راستباز اور نبی ثابت ہوتے ہیں۔ پھر عیسائی مذہب کی تعلیم میں جو قابل اغراض امور ثابت ہوتے ہیں ان سے حضرت یسوع کی بریت کرتے ہیں۔ اور بہت ایسی کامل اور خبیثہ کہ کشفی بیداری میں خود حضرت یسوع کی زبانی سن چکے ہیں۔ پھر عیسائیوں کے یسوع کو برگزیدہ اور کامل گروہ سے مانتے ہوئے ان کی محبت اور احترام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اور اُن جناب کو عیسائیوں اور مسلمانوں کی مشترک جائیداد بھی ثابت کرتے ہیں۔ پھر عیسائیوں کے یسوع کی توہین و تحقیر میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حالانکہ تحفہ قصیر مکہ میں ایسے توموں کے نبیوں کو کاذب کہنے اور امانت کرنے کو فتنہ انگیزی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ پس ایسے عقیدہ لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دیکر برا کہتے رہتے ہیں ہمیشہ صلحکاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوموں کے ہندگوں کو گالیوں کا لانا اس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہیں۔ بسا اوقات انسان مرنا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر نہیں چاہتا کہ اس کے پیشوا کو برا کہا جائے۔

ادبر ابن احمد یہ جسے پنجم صدی میں لکھتے ہیں۔ کہ جن لغزشوں کا انبیاء علیہم السلام کی نسبت خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کا دانہ کھانا۔ اگر تحقیر کا راہ سے ان کا ذکر کیا جائے۔ تو یہ موجب کفر اور سلب ایمان ہے۔

کا استحقاق و استحقاق ہے۔ اور بہت بڑے فتنے کا

فتح الباب ہے۔ اور ہر ندیق اور بے دین کیلئے ایک ایسا حربہ ہے۔ کہ وہ جب چاہے۔ قوم کی غلط روایات کی بناء پر خدا تعالیٰ کے ان پیائے بندوں اور مغرب رسول کو اسی تاویل و توجیہ کی بنا پر ناپاک الزامات کا نشانہ بنائے۔

مرزا صاحب تحفہ فیصر یہ ص ۶ میں قوموں کے نبیوں کو برا کہنے والوں کو صلح کاری اور امن کا دشمن قرار دیتے ہیں۔ اور قوموں کے بزرگوں کو گالی نکالنا فتنہ انگیزی بتلاتے ہیں۔

جس یسوع کے متعلق عیسائیوں کے یہ اقوال ہیں۔ وہی یسوع عیسائیوں کا پیغمبر ہے۔ مرزا صاحب اپنی اس اختراعی تاویل پر بھی عیسائی قوم کے بنی کو گالی دے رہے ہیں جس کو وہ فتنہ انگیزی کہتے ہیں۔

جواب ثانی

مرزا صاحب نے جو کچھ حضرت مسیح کے متعلق کہا ہے۔ وہ بطور الزام کے عیسائیوں پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ مولوی جلال الدین صاحب شمس اپنی کتاب مقدمہ بہادلی پور کے ملکہ الیٹ لکھتے ہیں "پس تکلمین کا یہ طریق ہے کہ وہ مقابل کے عقائد کو تہ نظر رکھ کر الزامی جواب دیا کرتے ہیں۔ اور یہی طریق حضرت مسیح موعودؑ نے اختیار کیا۔ چنانچہ فرمایا اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔

الحاصل مرزا صاحب کے ان احتجاجات سے واضح ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت یسوع خدا تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں۔ اور پادری جو کچھ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے حضرت یسوع اس سے بری ہیں اور عیسائی تعلیم کی وجہ سے حضرت یسوع پر اعتراض کرنا ان کی امانت ہے۔ اور انیساء کی امانت موجب کفر و سلب ایمان ہے۔ پس مرزا صاحب کا عیسائیوں کے یسوع کو کافی بنانا اور پادریوں کے غلط بیانات کی وجہ سے ان کو راست باز نہ سمجھنا مرزا صاحب کی تخریبات کی بسے فتنہ انگیزی اور موجب کفر و سلب ایمان ہے۔

(جواب نمبر ۱) محولہ بالا احتجاجات سے ظاہر ہو چکا ہے کہ عیسائی جس یسوع کی اُمت ہیں۔ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور عیسائی تعلیم میں جو قابل اعتراض امور حضرت یسوع کی طرف منسوب ہیں وہ سب غلط ہیں۔ اور ان امور کا غلط اور افتراء مرزا صاحب کے نزدیک بالکل محقق اور ثابت ہے۔ پھر باوجود اس تمام علم اور بصیرت کے حضرت یسوع کے نفس الامری وجود انکار کرتے ہوئے فرضی یسوع قرار دے کر ان کو گالی دینا اور طعن و تشنیع کا مودبنا کس قدر واجب الاحترام حضرات انبیاء علیہم السلام کے وقار و عظمت اور شرف و کرامت

جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔

جواب الجواب الثانی

الزامی جواب یہ ہوتا ہے۔ کہ مخاطب کے مسلمات کو اس پر بطور حجت کے اس طریق سے پیش کئے جائیں۔ کہ اسلوب بیان اور قرائن سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ مکالمہ کے مسلمات اور عقائد نہیں۔ محض مخاطب کو اس کے مسلمات کی بناء پر الزام دینا مقصود ہوتا ہے۔ گو مرزا صاحب کی تحریرات الزامی جوابات پر پوچھ دلی محمول نہیں ہو سکتیں۔

(۱) مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو استخفاف اور تحقیر انزالا وہم میں کیا ہے۔ اس میں مخاطب عیسیٰ ہی نہیں بلکہ علماء و راہب۔ صوفی۔ سجادہ نشین۔ قوم کے منتخب لوگ ہیں۔ چنانچہ انزالہ کے حصہ میں لکھتے ہیں۔

اے بزرگو۔ اے مولویو۔ اے قوم کے منتخب لوگو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ غیظ و غضب میں آکر حد سے مت بڑھو۔ پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں اے میرے مخالف الٹے مولویو اور صوفیو اور سجادہ نشینو جو کفار اور کذاب ہو۔ پس انزالہ میں مخاطب نہ عیسا ہی ہیں۔ اور نہ انبیل کے تحریرات ان کے مسلمات میں سے ہیں۔ پس سخت کلامی الزامی جوابات پر محمول نہیں ہو سکتی۔

علیٰ ہذا اعجاز احمدی بھی عیسائیوں کے مقابلہ نہیں لکھے گئے بلکہ مولانا شمس الدین صاحب امرت سہری اور مولوی سرور شاہ

صاحب کشمیری کے درمیان موضع مد میں مناظرہ ہوا تھا جس میں فاتح قادیان کو فتح ہوئی۔ مرزا صاحب نے مناظرہ کی شکست کھچپانے کے لئے اعجاز احمدی لکھکر چند علماء اور بزرگوں کو مخاطب کیا چنانچہ اعجاز احمدی مطبوعہ قادیان کے مائیل پیچ پر یہ عبارت موجود ہے۔

اور اس رسالہ میں پیر میر علی شاہ صاحب اور مولوی اصغر علی صاحب مولوی علی حائری صاحب شیعو وغیرہ بھی مخاطب ہیں۔ جن کا نام مفصل رسالہ میں درج ہے۔ اعجاز احمدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو منقصات اور توہین کی گئی ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ یہ اقوال الزامی طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اعجاز احمدی میں مخاطب علماء اور بزرگ ہیں۔ اور یہ امور ان کے مسلمات میں سے نہیں۔ پھر ان کو الزامی طور پر کہنا کیسے صحیح ہے علیٰ ہذا

مرزا صاحب نے دافع البلاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عفت و عصمت کو معرض طعن میں پیش کرتے ہوئے قرآن کریم کی ایک آیت سے استدلال کیا ہے۔ کیا قرآن کریم عیسائیوں کے مسلمات میں سے تھا۔ جس کو مرزا صاحب بطور الزام کے ان پر پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ امور قبیحہ اور ناپاک قبیحہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے

مرزا صاحب اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف بھوٹی بتا کر تمام لوگوں کو خواہ وہ مسلمان ہوں۔ خواہ عیسائی وغیرہ۔ سب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ کوئی ہے کہ اس عقیدہ کو حل کرے۔ گویا یہ لائیکل عقیدہ ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے اس کو صرف عیسائیوں پر بطور الزام کے پیش نہیں کیا۔ ورنہ چیلنج عام نہ کرتے۔ بلکہ ان پیشگوئیوں کے بھوٹے ہونے پر اپنے یقین کا اظہار تھا۔ بہت سی اور تخری سے کیلئے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو اہانت و سخت کلامی کی ہے۔ وہ عیسائیوں کے مقابلہ میں بطور الزام نہیں۔ بلکہ اپنی تحقیقات اور عقائد کا اظہار کیا ہے۔

جواب ثالث۔ مرزائی صاحبان ایک یہ جواب بھی دیا کرتے ہیں۔ کہ پادریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان اقدس میں نہایت ناپاک الفاظ استعمال کئے تھے۔ چونکہ مرزا صاحب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق اور فدایت تھی۔ اس لئے شوق محمدی اور فدایت نبوی سے مجبور ہو کر مرزا صاحب نے پادریوں کے نبی کے حالات ان پر ظاہر کئے ہیں۔ اور اس کی تائید میں مرزا صاحب کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ بالآخر ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال و چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے مانتی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں تادیب کیا۔ کہ ان کے

سگے ہیں۔ نہ صرف مرزا صاحب کے نزدیک سچے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی صحیح ہیں۔ جن کی بنا پر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حصور نہیں کہا۔ لاکھوں دکا کو لایا اللہ اعظم۔

الغرض اس قسم کے بیسیوں نظائر دیئے جاسکتے ہیں۔ مگر محض اختصار کی خاطر ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

(۲) الزامی جواب میں ایسے قرائن اور الفاظ موجود ہوتے ہیں جن سے وضاحت معلوم ہوتا ہے کہ منکلم کا یہ عقیدہ نہیں اور نہ وہ ان کو حق سمجھتا ہے۔ مگر یہ مرزا صاحب کی تخریات میں معقود ہے۔ بلکہ بعض مقامات میں ایسے تصریحات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے نزدیک

یہی صحیح ہے۔ چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۱ میں ہے کہ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے۔ کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ پس غور کرنا چاہیے۔ کہ مرزا صاحب جس چیز کو حق قرار دے رہے ہیں۔ کیا یہ بھی الزام ہے یا مرزا صاحب کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے علیٰ نذر انجیلا احمدی ص ۱۸ کا یہ حوالہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف بھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے کہ اس عقیدہ کو حل کر سکے۔

یسوع کا کچھ ٹھکانا ساحل ان پر نظر کریں۔ چنانچہ اسی پلید
ناہی فتح مسیح نے اپنے خد میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی کہا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت
گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس امر اور فضیلت فرقہ نے جو
مردہ پرست ہے۔ ہمیں اس بات کیلئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم بھی
ان کے یسوع کے کسی قدر حال لکھیں۔ (ضمیمہ انجام اتھم ص ۹۸)
اسی منہ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی پل
دیں اور عہد کریں۔ کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں
نہیں نکالیں گے۔ تو ہم بھی عہد کریں گے۔ کہ آئندہ نرم الفاظ کیسٹ
اُن سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب نہیں گے۔
جواب الجواب ثالث۔ یہ جواب بھی بوجہ ذیل بالکل غلط
اور سبے ہو رہا ہے۔

۱۱، یہ طریق جواب اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ اسلام
کی مقدس تعلیم تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و تکریم سکھلاتی ہے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تحقیر اگر عیسائیوں پر شاق ہے۔
تو کیا مسلمانوں کے دلوں میں غیظ و غضب پیدا نہیں کرتی۔ اگر پادریوں
نے ازراہ رسالت و نادانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی
میں بزرگانی کر کے دنیا و آخرت کا خذلان و خسران حاصل کیا۔
تو کسی مسلمان کے لئے یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بھی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بزرگانی کر کے ویسا ہی خسران و

خذلان حاصل کرے۔ (۲) مرزا صاحب بھی اس طریق تقابلاً کو
سفیانہ اور جاہلانہ حرکت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب اشتہار
تبلیغ الحق کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں۔

واضح ہو کہ کسی شخص سے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع
ملی ہے۔ کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب
کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ
پر لاتے ہیں کہ نوحہ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفہ وقت یعنی
یزید سے بیعت نہیں کی۔ باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ حضرت علی رضا کا ذہن
مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستہ باز کے منہ سے ایسے خبیث
الفاظ نکلے ہوں۔ مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گذر رہا ہے
کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے درویشوں اور جن وطن میں مجھے بھی شریک
کر لیا ہے۔ اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیانہ

بات کے جواب میں سفیانہ بات کہہ دی ہو۔ جیسا کہ بعض جاہل مسلمان
کسی عیسائی کی بزرگانی کے مقابل پر جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت
الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ مرزا صاحب اس عبارت میں صاف اور
غیر مبہم الفاظ میں شیعہ اور عیسائی کے مقابل میں حضرت امام حسین
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی کو سفیانہ کلام اور
جاہلانہ حرکت قرار دیتے ہیں۔ اور شخص ایسی ناروا حرکت کرے۔ مرزا
صاحب اس کو نادان جاہل بد تمیز کہتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب باوجودیکہ

مصلح۔ مجدد۔ مہدی مسعود۔ مسیح موعود نبی و رسول ہونے کے
دعی تھے۔ ان کے لئے یہ کہہ کر جائز ہو گیا۔ کہ انہوں نے عیسائیوں
کے منقار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سفیانہ باتیں کہہ کر
نادانوں اور جاہلوں اور بدتمیزوں جیسا کام کیا۔ کیا نبیوں کو بھی
ایسے فعل صادر ہوتے ہیں۔ الجاذا باللہ العلی العظیم۔

۱۳، مرزا صاحب نے، ۲۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک درخواست لجنہ ان
گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست لکھی تھی۔ جس کو تریاق
کے اخیر میں بطور ضمیمہ نمبر ۳ نقل کیا ہے۔ اس میں مرزا صاحب نے
صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے حق میں اپنی سخت کلامی کی وجہ یہ بتلائی ہے۔ کہ بعض پادریوں نے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مقدس میں گستاخی اور توہین کی
تھی مسلمانوں میں اس بدزبانی کی وجہ سے وحشیانہ جوش پیدا ہونے
کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر سے حضرت
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی کی ہے۔ تاکہ ملک میں
بے امنی نہ پھیلے۔ اور اس فعل کو گورنمنٹ کی خیر خواہی ظاہر کیا ہے
چنانچہ تریاق القلوب من ۱۹۰۹ء و ۲۰۲۹ء میں لکھتے ہیں۔

اور میں اس بات کا بھی اقرار ہی ہوں۔ کہ جبکہ جنس پادریوں اور
عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی۔ اور حد اعتدال سے
بڑھ گئی۔ اور بالخصوص پرچہ ڈرافٹس میں جو ایک عیسائی اخبار
لدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوتی ہیں۔

فردی مسیح ۳۳ء
اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خود با
ایسے الفاظ استعمال کئے۔ کہ یہ شخص ڈاکو تھا۔ چور تھا۔ زنا کار تھا۔
اور صد پرچوں میں یہ شائع کیا۔ کہ یہ شخص اپنی راک کی پر بدعتی سے
عاشق تھا۔ اور بائیں ہمہ جھوٹا تھا۔ اور لوٹ مار اور خون کرنا اس
کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ لاشعور
دل میں پیدا ہوا۔ کہ سب ادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی
قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت استعمال دینے والا اثر پیدا ہو۔
تب میں ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے
یہی مناسب سمجھا۔ کہ اس عام جوش کے دبانے کیلئے حکمت عملی یہ ہے
کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سرخ
انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں۔ اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا
نہ ہو۔ تب میں نے بمقام اہل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی
سے بدزبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر
بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ کائنات میں نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا۔ کہ
اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔
ان کی خفیہ غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔
کیونکہ عوض و معاوضہ کے بعد کوئی ٹکڑہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری
پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا۔ کہ ہزار
مسلمان جو پوری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں
سے اشتعال میں آچکے تھے۔ یک دفعہ ان کے اشتعال

(۱) اول والد مروجہ کے اثر نے (۲) دوم اس گورنٹ علیہ کے احسانوں نے دس تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔

تربیاتی انطبوط کے اس حوالہ سے اگرچہ بہت سے نتائج نکل سکتے ہیں۔ مگر ہم اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُمور ذیل کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(۱) پادریوں کی بدزبانی کی وجہ سے جو انہوں نے حضور علیہ السلام کو گالی دے کر وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں۔ ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔

(۲) پادریوں کی اس بدزبانی کی وجہ سے غیظ و غضب میں آنا۔ وحشی مسلمان کا کام ہے۔

(۳) پادریوں کی اس بدزبانی کی وجہ سے مسلمانوں کا ہوش و حشیانہ ہوش ہے۔

(۴) مرزا صاحب نے امن ملکی کی خاطر پادریوں کے مقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی کی ہے۔

(۵) جس شخص کے حق میں مرزا صاحب نے پادریوں کے مقابل سخت کلامی کی ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ کوئی عیسائیوں کا یسوع یا فرضی یسوع نہیں۔

(۶) مرزا صاحب کی سخت کلامی عوض و معاوضہ کے طور پر ہے۔ انہی کے طور پر نہیں۔

(۷) مرزا صاحب کی اس سخت کلامی کا موجب بدامنی کو روکنا اور

فروہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے۔ کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے۔ تو اس کا وہ ہوش نہیں ہوتا۔ یا نہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی۔ گویا کچھ نسبت نرم تھی۔ ہماری محسن گورنٹ خوب سمجھتی ہے۔ کہ مسلمان سے یہ گز نہیں ہو سکتا۔ کہ اگر کوئی پادری ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے۔ کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں۔ ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

ہیں۔ کوئی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ تمام نبیوں کو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفسیر کیلئے اس جگہ موقوفہ نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل کچھ دفعہ میں آیا ہے۔ کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا غیر خواہ گورنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے غیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔

محسن کو نمٹ کی خدمت کرنا تھا۔ نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا جذبہ اور عشق رسول کا اثر۔

۱۰۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی مسلمان نہیں ہوتے تھے۔ تریاق القلوب کے اس خیال نے نہ صرف مرزا یوں کے جوابات کو غلط ثابت کیا۔ بلکہ مرزائی مشن کے ہر جوابات کو مبطل و مذبذب کر دیا۔ اور نہایت وضاحت سے ثابت کر دیا ہے کہ یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں۔ جو کچھ یسوع کا نام لیکر کہا گیا ہے۔ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔ اور جو کچھ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت کلامی کی ہے۔ وہ ان ازم کے طور پر نہیں۔ بلکہ پادریوں نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی تھی۔ اس کا بدلہ اور عوض ہے۔ اور اس بدلہ لینے کا موجب عشق رسول نہیں تھا۔ بلکہ ملک میں جس پادری نے پھیلے کا خطرہ تھا۔ اس کو روکنا اور گورنمنٹ عالیہ کی خدمت کرنا تھا۔ جبکہ مرزا صاحب ان مسلمانوں کو وحشی قرار دیتے ہیں۔ جن کے دلوں میں پادریوں کی بدزبانی کی وجہ سے غیظ و غضب پیدا ہونے کا اسکان تھا۔ اور ان کے جوش کو ایک وحشیانہ جوش بتلاتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا کہ یہ غیظ و غضب اور یہ جوش مرزا صاحب کے نزدیک ناپند حرکت اور قابل نفرت چیز تھی۔ ورنہ ان مسلمانوں کو وحشی اور ان کے اس جوش کو وحشیانہ جوش نہ کہتے۔ پھر کہہ کر

یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ پادریوں کی بدزبانی کی وجہ سے مرزا صاحب کو بھی کوئی جوش اور غیظ و غضب پیدا ہوا ہوگا۔ نا حق مسلمانوں کو طفل نسلی دینے کیلئے یہ طومار قائم کیا جاتا ہے۔ کہ پادریوں نے حضور سرمد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بد کلامی کی تھی۔ اس لئے مرزا صاحب نے بھی عشق نبوی سے مجبور ہو کر ان کے نبی کے حالات کو ظاہر کیا ہے۔

هذا اخر ما اردنا تحريرا ونسال الله اعلى اعظم ان يوفى نعمنا لما يحب ويرضى



مَنْ النَّصَارَى إِلَى اللَّهِ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کو ناچاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکن بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ آج سارے چار سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیر میں دارالعلوم غزنیہ قائم ہے۔ ماہانہ رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں وادفین اور میزرائیت کے دام ترویج سے نجات دلانے کیلئے بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے رسالہ شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کی مالی مصارف سے جلد از جلد بکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف کو بے کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لیتا پڑتا ہے۔ یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر اکسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے کم از کم کوئی نگاؤں ایسا نہ ہے۔ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہیہ و اہل محلہ چیدہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کرادیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے۔ کہ رسالہ ان کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر گز آگاہ کر دیا کریں۔

بند بجزیل تبلیغی کتب دفتر شمس الاسلام سے مل سکتی ہیں :-

ختم رسالت :- مؤلف مولوی ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے مہذبانہ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی حکم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی۔ قیمت ۱۲/-

حقیقت تشریح :- مؤلف مولوی قطبی شاہ صاحب اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کا تمام بارود بار صحر صحیح۔ اجتناب الخوفہ ہندو سندھ عرب عجم کے صد علماء کا متفقہ فتویٰ دوبارہ کفر و ارتداد و مرآئیان ردافض دوبارہ عدم جواز نکاح زن نسبیہ باہر و نسبیہ بغیرہ قیمت ۵/- علاوہ ازیں ہر قسم کی تبلیغی کتب ملنے کا پتہ :-

بھیر رسالہ شمس الاسلام بھیر پنجاب

کیا ہماری اپنی صد ابصر ثابت ہوگی؟

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سے قریب و بیدار درج ہیں۔ مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کیا ہم اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ احناف نے آج تک اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی ذیل کے طریقوں سے آپ اس اسلامی فرائض کی آساری فرما سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ماہوار رزق میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو ماہ بامہ حزب کو پہنچا دے نیز اس کے رکن بنگلہ اور دوستوں کو رکن بننے کی ترغیب دے۔ اس کا صلہ کار وسیع کیجئے گا، اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم و یتیم خانوں کو پہنچائیں۔ عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت و خوراک و رہائش کا ذمہ حزب الانصار نے لے رکھا ہے۔ یہاں نہ رسالہ قلم الاسلام کی اشاعت و وسیع کرنے میں سعی فرمائیں۔ (۴) تمام مسلمانین و غریب و ادارہ سمجھئے جہاں میں انکو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیجیں۔ تاکہ بڑی محنت کے اثر سے جو کچھ اسلام کے سچے خادم بن سکیں (۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار سال کی واسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیجیں۔ چار سال میں حصول قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ یہاں مسجد کو مجبور کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے بھیجیں۔ یہ سبج دیں۔

۲۔ اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں اور غیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں۔ جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں۔

(۳) اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو حزب الانصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔

(۸) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں

نظم حزب الانصار بھیرندینچا

باہتمام ظہور احمد بگوی ایڈیٹڈ پبلشرز نوہر شیم پریس سوگودھا سوجیک بھیرند سے شائع ہوا